Respected Urdu Lover,

Greetings and Welcome,

Our mission is to upload 1,001 Free Urdu Novels by 2010. You can help us by

(1) Composing some pages of the upcoming Novels

(2) Emailing this Novel to your 50 friends.

For more details please visit now: **www.1001Fun.com**

:: Our Special Thanks to ::

www.OneUrdu.com
www.PakStudy.com
www.UrduArticles.com
www.UrduCL.com
www.NayabSoftware.com

اردو پسندوں کو آداب اور خوش آمدید

ہمارا مشن دو ہزار دس **(2010)** تک ایک ہزار ایک **(1,001)** مفت اردو ناول آن لائن کرنے کا ہے۔ آپ اردو سے محبت کے اس مقدس مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔ ﴾1﴿ آئندہ ناول کے چند صفحات کی کمپوزنگ کر کے ﴾2﴿ یہ ناول اپنے پچاس (50) دوستوں کو ای میل کر کے۔ ﴾2﴿ مزید تفصیلات کے لیے ابھی وزٹ کیجیے۔

wwww.1001Fun.com

تاریخ آغاز:۔ 2008۔05۔23

.productionproactivesthe:by

پتھر کا خون

از

ابن صفی

ناول کا آغاز

عمران نے شاید تہیہ کرلیا تھا کہ کیپٹن فیاض کو ا گے نکلنے نہ دے گا۔ اس کی کار عمران کی کار کے پیچھے تھی اور عمران اپنی کار کے عقب نما ا ئینے میں فیاض کی کار کے بدلتے رخ دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ اپنی کار گے نکالنے کی کوشش کرتا۔۔۔ عرمان کی کار سامنے ا جاتی۔۔۔ شہر سے باہر نکلتے ہی عمران نے یہ حرکت شروع کر دی تھی۔۔ تھوڑی ہی دیر میں محکمہ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ اپنے ا پے سے باہر ہوگیا۔

پے سے باہر ہو جانے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس کے ساتھ اس کی اسٹینو پروین تھی۔۔ فیاض کو گمان نہیں تھا کہ راستے میں ہیں عمران سے مڈبھیڑ ہو جائے گی۔ ایک جگی یک بیک ایک کار اس کی کار کے برابر چلتی ہوئے نظر ا ئی پھر ا گے بڑھ گئی۔ یہ عمران کی ٹو سیٹر تھی اور عمران نہایت سنجیدہ انداز میں اسے ڈرائیو کر رہا تھا۔ نئی اسٹینو عمران سے واقف نہیں تھی۔ فیاض دل ہی دل میں جھلس کر رہ گیا۔ وہ یہ چاہتا ہی نہیں تھا کہ نئی اسٹینو کے سامنے عمران سے جھڑپ ہو۔ عمران سے اس کی کور دبتی تھی۔۔۔ اور گفتگو کرتے وقت عمران یہ بھولا جاتا تھا کہ وہ کس سے گفتگو کر رہا ہے۔

نجانے کون بیہودہ ہے جناب۔ اسٹینو بڑبڑائی اور فیاض ہارن دینے لگا۔ اچانک عمران کی کار اس پوزیشن میں ا گئی کہ یفاض اگر بریک نہ لگاتا تو ٹکراؤ لازمی تھا۔۔۔ اس کی کار چرچراہٹ کے ساتھ رک گئی تھی۔ پروین کا سر دیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ عمران کی کار بھی تقریبا دس گز کے فاصلے پر رک گئی۔ فیاض دانت پیستا ہوا اپنی کار سے اترا یا۔

دوسری طرف عمران کھرا بسوررہا تھا۔ اس نے ا گے بڑھ کر بڑی سعادتمندی سے کہا۔

میں معافی چاہتا ہوں جناب۔ پھر وہ پروین کی طرف دیکھنے لگا جیسے ہی فیاض نے کچھ کہنے کے لیئے ہونٹ کھلوے عمران بول پڑا۔ اب جانے بھی دیجیئے میں معافی مانگ چکا ہوں۔ قصور میرا نہیں اس کار کا ہے۔۔۔ پلائی تھی کل رات۔۔۔ نشہ اس وقت ہوا ہے۔۔۔ عجیب واقعہ ہوا جناب پچھلی رات میں تنہا پی رہا تھا۔ ا پ جانتے ہیں کہ تنہا پینے میں بالکل مزہ نہیں ا تا۔۔ اس لیئے پڑوس سے ایک بکری پکڑ لایا۔ مگر بکری بھی شاید کسی اللہ والے کی تھی۔ کمبخت نے چکھی تک نہیں۔ اب کیا کرتا کسی نہ کسی کو تو شریک کرنا ہی تھا لہزا تین چار پیگ کار کی ٹنکی میں انڈیل دیئے۔۔۔ اب اس وقت یہ ظالم نشے میں ہے۔

جناب پروین نے فیاض سے کہا۔ یہ حضرت نشے میں معلوم ہوتے ہیں اور نشے کی حالت میں کار ڈرائیو کرنا جرم ہے۔

کار نشے میں ہے محترمہ۔ عمران نے بڑی سعادتمندی سے کہا۔ ا پ یقین کیجیئے میں نے پورے چار بڑے پگ کار کی ٹنکی میں ڈالے تھے۔

فیاض الجھن میں پڑ گیا۔ وہ نہ عمران سے تو تو کر سکتا تھا اور نہ یہ ممکن تھا کہ وہ چپ چاپ اپنی کار میں جا بیٹھتا۔ پروین کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے واس مدتمیزا دمی کے خلاف جلد کسی کاروائی کی منتظر ہو۔

کیا ا پاپان ڈرائیونگ لائیسنس دکھائے گے۔ پروین نے کہا۔

ضرور ضرور۔۔۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

اچانک فیاض کو ایک دوسری تدبیر سوجھ گئی۔ وہ ہنسنے لگا۔ پھر پروین سے بولا۔ کیا تم انہیں نہیں جانتیں۔۔ ۔؟ یہ اپنے ڈائیرکٹر جنرل صاحب کے صاحبزادے ہیں۔۔۔ پر مزاق ا دمی ہیں۔

اوہ۔۔ پروین عمران کو نیچے سے اوہر تک دیکھ کر رہ گئی۔ وہ اس وقت کتھئی پتلون مسٹرڈ قمیض اور گلابی ٹائی میں تھا۔

ا پ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں مسٹر عمران؟ فیاض نے۔۔۔ بڑی شرافت سے پوچھا۔

تنہا جا رہا ہوں۔ میرے پاس کوئی تشریف نہیں ہے۔ عمران نے پروین کی طرف دیکھ کر کہا۔

کیا یہ آپ کی نئی تشریف ہیں، آپ بہت بہت جلد جدل تشریف بدلتے رہتے ہیں۔۔۔ کیا پرانی تشریف کا تبادلہ کر دیا؟

پروین برا سا منہ بنا کر کار میں جا بیٹھی اور فیاض آہستہ سے بولا۔

یہ کیا بیہودگی ہے؟

تم اتنی جلد جلد اسٹینو کیوں بدلتے ہو؟

تم سے مطلب؟

:مطلب تو نہیں ہے۔۔۔ مگر۔

فیاض اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی اپنی کار میں آ بیٹھا۔ انجن اسٹارٹ کیا اور چل پڑا۔۔

یہ ایک بہت برا کریک ہے۔ فیاض اپنی اسٹینو سے کہہ رہا تھا۔ خود رحمان صاحب اس سے تنگ ہیں اور انہوں نے اسے اپنی کوٹھی سے نکال دیا ہے۔

صورت سے بھی بالکل احمق معلوم ہوتے ہیں۔ پروین نے کہا۔

صرف معولم ہوتا ہے۔۔۔ حقیقتا ہے نہیں۔

مگر اس وقت یہ ایک خطرناک حرکت کر رہے تھے۔۔۔ اگر کاریں لڑ جاتیں تو۔۔۔؟

فیاض نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اب وہ عمران کے متعلق گفتگو ختم کر دینا چاہتا تھا

اس وقت وہ شاید نشے ہی میں تھے۔ پروین نے کچھ دیر بعد کہا۔

؛نہیں۔۔۔ وہ شراب نہیں پیتا۔ فیاض بولا۔

اتنے میں عمران کی کار پھر فیاض کی کار سے آگے نکل گئی اور اب فیاض کی سمجھ میں آیا کہ اس کا مقصد کیا ہے۔ فیاض دراصل ایک واقعے کی تفتیش کے سلسلے میں سنگبار کے علاقے کی نگرانی کر رہا تھا۔

سنگبار کے علاقے میں ایک حادثہ ہو گیا تھا۔ حادثہ بھی ایسا کہ تفتیش کے بغیر اسے حادثہ بھی نہیں کہا جا سکتا تھا۔

سنگبار میں ایک سڑک نکالنے کے لیئے چٹانیں بارود سے ارائی جا رہی تھیں۔ چٹانوں کیا یک ڈھیر سے خون بہہ نکلا۔۔۔ تازہ تازہ خون۔۔۔ اوورسیئر گھبرا گیا۔ اس نے سب کی گنتی کرائی آس پاس کے لوگوں کا معائنہ کیا۔ خطرے کے الارم دینے والوں کو آگاہ کیا لیکن نہ تو ان شعبوں سے تعلق رکھنے والوں میں کوئ کم تھا اور نی کسی چوکی سے یہی پتہ چلا کہ کوئی اجنبی آدمی ادھر آ نکلا تھا۔ پتھر کے ڈھیر سے خون کی دھاریں پھوٹتیر ہیں

اور مئیر نے شہر اطلاع بھجوائی۔ اس کے محکمے نے پولیس کو اطلوع دی۔۔۔ بہر احال یہ بات محکمہ سروغرسانی تک جا پہنچی۔ اور فیاض اس وقت موقع واردات کے معائینے کے لیئ سنگبار جا رہا تھا۔ پولیس وہس پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ لیکن وہ کیپٹن فیاض کی آمد کی منتظر تھی۔

فیاض سوچنے لگا۔ عمران وہیں جا رہا ہے۔ لیکن اس نے تہیہ کر لیا ہے وہ اسے ممنوعہ جگہ کے اندر قدم بھی نہ رکھنے دے گا،

پروین نے عمران کے متعلق پھر کچھ پوچھنا چاہا۔ اوتر فیاض برا سا منی بنا کر بولا۔ ختم کرو پھر اس نے اپنی کار کی رفتار تیز کر دی۔ دونوں کاروں میں باقائدہ قسم کی دوڑ شروع ہو گئی۔ عمران اسے آگے نکلنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ اس وقت حقیقتا وہ پاگل ہہ معلوم ہو رہا تھا۔ پروین کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

تم ایک سرکاری کام میں دخل اندازی کر رہے ہو۔ فیاض چیخ کر بولا۔

تمہاری ہر چیز سرکاری ہے۔۔۔ پرواہ نہ کرو۔ عمران کی دور سے آواز آئی۔

کیا یہ آدمی پاگل ہے؟ پروین بڑبڑائی۔ ڈائیریکٹر جنرل کا لڑکا ہونا تو کوئی ایسی بات نہیں۔۔۔ یہ تو جہالت ہے۔

فیاض کچھ نہ بولا۔ وہ اندر ہی اندر کھول رہا تھا۔

اس طرح وہ آگے پیچھے سنگبار کے علاقے میں پہنچے۔

یہاں پولیس پہلے ہی سے موجود تھی۔ فیاض کار سے اتر کر اپنی اسٹینو کے ساتھ تار کی باڑھ کے اندر چلا گیا۔ اس اتنے حصے میں پتھروں میں خون پایا گیا تھا۔ خاردار تاروں سے حد بندی کردی گئی تھی۔ اور داخلے کے راستے پر پہرہ تھا۔

دور دور تک اونچی نیچی پہاڑیوں کے سلسلے بکھرے ہوئے تھے۔ چٹانیں خشک اور بے آب و گیاہ تھیں۔

فیاض اس حصے کا جائزہ لیا۔ جہاں سے خون بہا تھا۔ یہاں دور تک اکھڑی ہوئی چٹانوں کا سلسلہ تھا۔ اور یہ بتانا مشکل تھا کہ خون ٹھیک اسی جگہ سے بہا ہے۔ جہاں اس کے بڑے بڑے دھبے نظر آ رہے ہیں یا وہ کہیں دور سے آیا ہے۔

بہرحال فیاض نے پہلے تو مختلف زاویوں سے موقع واردات کے فوٹو لینے کا حکم دیا۔

پھر اسی کے حکم سے دو بڑے بڑے کرینوں کی مدد سے اکھڑی ہوئی چٹانیں اٹھائی جانے لگیں۔

عمران نے خاردار تاروں میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اپنی ٹوسیٹر میں بیٹھا کتاب پڑھتا رہا۔ یہ کتاب بچوں کی پرورش سے متعلق تھی۔ اور اس کے سرورق پر تحریر تھا

دانش مند ماؤں کے لیئے ایک تحفہ۔

اس نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تک نہیں کہ خاردار تاروں کے اندر کیا کچھ ہو رہا ہے۔ دوسری طرف فیاض کو بھی حیرت تھی کہ عمران نے آ کر اندر آنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔ وہ اس کی حرکتوں سے بخوبی واقف تھا۔ جانتا تھا کہ ناممکن کو ممکن بنا لینا عمران کے لیئے مشکل کام نہیں، اندر پہنچنے کے لیئے وہ کوئی نہ کوئی جواز ضرور پیدا کر لیتا۔

فیاض کی کار عمران کی کار کے قریب ہی کھڑی تھی۔ فیاض تھوڑی دیر تک تو تاروں کی حدود میں رہا۔ پھر اپنی کار کی طرف لوٹ آیا۔۔۔ ظاہر ہے کہ ان چٹانوں کو وہاں سے ہٹا لینا گھڑی دو گھڑی کا کام تو تھا نہیں۔

پروین اس کتاب کی طرف غور سے دیکھ رہی تھی جسے عمران بڑے انہماک سے پڑھ رہا تھا۔ لیکن عمران نے اب بھی ان کی طرف نہیں دیکھا اور نہ کتاب کی طرف سے نظر ہٹائی۔ فیاض کچھ دیر تک چپ چاپ کھڑا رہا پھر عمران کے قریب جا کر بولا۔

تم یہاں کیوں آئے ہو؟

اوہ۔۔۔ عمران سہمے ہوئے انداز میں چونک پڑا۔ پھر اس طرح مسکرایا جیسے کوئی غلطی کرتے ہوئے پکڑا گیا ہو۔

بس میں یہ کتاب پڑھنے کے لیئے ادھر آنکلا تھا۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ بات دراصل یہ ہے کہ گھر پر اسے پڑھنے کا موقع نہیں ملتا۔ لوگ ٹوکتے ہیں اور کچھ اس انداز میں اپنی حیرت ظاہر کرتے ہیں کہ جیسے میں یہ کتاب پڑھ کر سچ مچ بچے جننے لگوں گا۔۔۔ او۔۔ ہاف۔۔۔ بھئی معاف کرنا۔۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تمہارے ساتھ ایک خاتون بھی ہیں مجھے ایسی گفتگو نہیں کرنی چاہیئے۔

تم سے سنجیدگی کی توقع رکھنا حماقت ہے فیاض نے خشک لہجے میں کہا۔

سنجیدگی بجائے خود ایک بہت بڑی حماقت ہے۔ تم خواہ کتنی ہی شدت سے سنجیدہ کیوں نہ ہو جاؤ۔ زمین و آسمان اپنی جگہ پر رہیں گے۔

سنو فیاض ہاتھ ہلا کر بولا۔ ابھی تک میں رحمٰن صاحب کا خیال کرتا تھا لیکن اب انہوں نے بھی کہہ دیا ہے کہ

تماہرے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کی جائے ۔

افسوس۔ عمران نے ایک طویل سانس لے کر دردناک لہجے میں کہا۔ تب تو پھر میں کنوارا ہی مرجوؤں گا۔

میرے خیال سے اس وقت ساڑھے ایک بجا ہوگا۔

فیاض کچھ بولے بغیر پھر سے اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا۔

یہ کام جلدی ختم ہونے والا نہیں معلوم ہوتا۔ اس نے پروین سے کہا۔

تو کیا یہاں سے وہاں تک ساری چٹنیں ہٹائی جائیں گی؟ پروین نے پوچھا۔

کچھ کہا نہیں جا سکتا۔۔۔ ہوسکتا ہے کہ یہ خود آخری سرے سے بہہ کر آیا ہو۔۔۔ فیاض بڑبڑایا۔۔۔ چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا۔۔۔ پھر خاردار تاروں کے اندر چلا گیا۔۔۔ پروین کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا تھا۔ اس لیئے وہ کار میں جا بیٹھی۔

دفعتاً عمران نے کار اسٹارٹ کی اور ایک لمبا چکر دے کر فیاض کی کار کی سیدھ میں لے آیا۔ رفتار خاصی تیز تھی۔

پرون کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی۔۔۔ لیکن جب آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ عمران کی کار فیاض کی کار سے ٹکرائی نہیں بلکہ صرف ایک بالشت کے فاصلے پر رک گئی۔

عمران نے انجن بند کیا اور پھر کتاب کھول لی۔

پروین کی چیخ سن کر فیاض پلٹ آیا۔

کیا سچ مچ تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے؟ فیاض اس کا شانہ جھنجھوڑ کر بولا۔

افوہ عمران نے لاپروائی سے کہا۔

فیاض نے جھلا کر کچھ کہنا چاہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسکا منہ ایک جھٹکے کے ساتھ بند ہوگیا۔ زبان

دانتوں کے درمیان آکر زخمی ہوگئی۔

عمران کا سر۔۔۔ کار کی چھت سے ٹکرایا۔

پروین اس طرح چیخی جیسے کسی نے اسے چھرا گھونپ دیا ہو۔

دھماکہ ایسا ہی خوفناک تھا۔۔۔ پھر ایک بڑا سا پتھر ان کے قریب ہی آکر گرا۔۔۔ چیخیں۔۔۔ متواتر چیخیں۔ ۔ تاروں کی باڑ کے اندر لوگ چیخ رہے تھے۔۔۔ جدھر جس کے سینگ سمائے بھاگ نکلا۔۔۔ کچھ اب بھی چیخ رہے تھے۔۔۔ یہ شاید وہ لوگ تھے۔۔۔ جو پتھروں میں دب کر دم توڑ رہے تھے عمران کود کر اپنی کار سے باہر آیا لیکن اس کے پیر کانپ رہے تھے۔ دھماکے نے اس اعصاب پر بھی اثر ڈالا تھا۔

پھر آدھے گھنٹے بعد معلوم ہوسکا کہ تقریبا پندرہ آدمی اپنے پیروں پر کھڑے نہیں ہوسکتے۔۔۔ یا تو وہ بری طرح زخمی ہوگئے یا مر گئے تھے۔۔۔ کسی کو معلوم نہ ہوسکا کہ وہ دھماکا کیسا تھا۔۔۔ کیوں ہوا تھا؟ اس کا زمہ دار کون تھا؟

زخمیوں کی حالت ابتر تھی۔ پولیس کی ریڈیو کار سے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی گئی لیکن بعض ایسے بھی تھے جن کے لیئے ایمبولینس گاڑی کا انتظام موت ہی کا پیغام ہوتا اس لیئے پولیس کی گاڑی کے ساتھ فیاض کی گاڑی بھی کام آ گئی۔ عمران کی چھوٹی سی کار کسی مصرف کی نہیں تھی اس لیئے اسے چھوڑ دیا گیا۔

فیاض۔۔۔ عمران اور پروین وہیں موجود تھے۔۔۔ زخمی شہر بھیج دیئے گئے اور مردے وہیں رہے۔

مئیر فیاض کے قریب کھڑا ہکلا رہا تھا۔ ن۔۔۔ ناجانے۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ آپ یقین کیجیئے۔۔۔ یہ ناممکن ہے۔

پھر یہ دھماکہ کیسا تھا؟ فیاض گرج کر بولا۔۔۔ محض تمہاری لاپروائی کی وجہ سے اتنی جانیں۔۔۔ یقیناً تمہارے آدمی یہیں کہیں بارود ڈال کر بھول گئے ہیں۔

ایسا ممکن نہیں جناب۔۔ جناب۔۔۔ میری ہی نگرانی میں نجانے کتنا کام ہو چکا ہے۔۔۔ تو یہ کیوں نہیں؟

خیر۔۔۔ خیر۔۔ بہت جلد حقیقیت واضح ہو جائے گی۔۔۔ کوئی ایسا محکمہ نہیں ہے جہاں سہ خوری نہ ہو رہی ہو۔

اب میں آپکو کیسے یقین دلاؤں جناب عالی۔۔۔ اوورمئیر نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ جو کچھ میرے مقدر میں ہے وہ تو ہر کر ہی رہے گا۔

عمران نے اسے اشارہ کیا وہ وہاں سے ہٹ جائے۔

تم میری اجازت کے بغیر یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گے۔ فیاض نے اس سے کہا۔

بہت بہتر جناب۔ اوورمئیر نے کہا اور سر جھکائے ایک طرف ہٹ گیا۔

اب کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ تاروں کی باڑ کے اندر قدم رکھ سکتا۔

فیاض عمران اس کے قریب پہنچ کر بولا۔ جہاں دھماکہ ہوا ہے۔۔۔ وہ جگہ شاید ان بے چاروں کے دائرہ عمل سے باہر ہے۔

یہ کیسے کہا جسا کتا ہے؟

وہ نقشہ منگواؤ۔۔ جس کے مطابق کام ہو رہا ہے۔

ہاں ٹھیک ہے۔۔۔۔ فیاض بڑبڑایا۔۔۔۔ اور اوورمئیر کو اشارے سے بلا کر کہا۔ وہ نقشہ لاؤ جس کے مطابق کام ہو رہا ہے۔

بہت بہتر جناب۔ وہ جانے کے لیئے مڑا۔

فیاض نے ایک کانسٹیبل کو اس کے ساتھ جانے کا اشارہ کیا۔

عمران نے پروین کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر زردی تھی مگر آنکھوں سے کسی خاص جزبے کا اظہار نہیں ہو رہا تھا۔

میری گاڑی میں بیٹھا جایئے۔ عمران نے اس سے کہا لیکن وہ بدستور کھڑی رہی۔ پھر فیاض کی ایماء پر وہ عمران کی ٹوسیٹر میں جا بیٹھی۔۔۔ اوورمئیر نقشہ لے کر گیا۔ عمران اور فیاض بڑی دیر تک نقشے پر جھکے رہے۔

پھر عمران سر ہلا کر بولا۔ نہیں۔ فیاض صاحب یہ دھماکہ ان کے دائرہ عمل سے قطعی باہر ہوا ہے۔

وہ چند لمحے ادھر ادھر نظر دوڑاتا رہا۔ پھر اوورمئی سے بولا۔ تمہاری آخری حدود سرخ جھنڈی ہے نا۔

جی ہاں۔۔ وہی ہے۔

میرے ساتھ آؤ۔۔۔ عمران فیاض کے شانے پر ہاتھ رکھ کر زمین سے اٹھتا ہوا بولا۔

عمران فیاض کو لے کر تار کی باڑھ کے اندر داخل ہو گیا۔۔۔۔ یہاں پانچ لاشیں ادھر ادھر پڑی تھیں۔

مرنے والوں میں تین کانسٹیبل تھے اور تین مزدور۔۔۔

تم یہاں کیوں آئے تھے؟ فیاض نے پوچھا۔

مجھ جیسے آدمی کے لیئے یہ سوال قطعی فضول ہے۔ میں بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ خون کیسا ہے۔ اب تو یہاں خون ہی خون ہے۔

فیاض کچھ نہ بولا۔ وہ اس جگہ پہنچ گئے تھے جہاں کرینوں نے چٹانیں ہٹائی تھیں

یہ ادھر دیکھو عمران بولا۔ خون یہاں بھی ہے۔۔ یقیناً یہ کہیں دور ہی سے آیا ہے اور دھماکہ ٹھیک اسی جگہ ہوا جہاں اکھڑی ہوئی چٹانوں کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔

تو پھر۔۔۔ ہاں۔۔۔ میں بھی یہی محسوس کر رہا ہوں۔ فیاض نے چھ سوچتے ہوئے کہا۔

فی الحال میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اوورمئیر بیقصور معلوم ہوتا ہے۔۔۔ ظاہر ہے کہ کل سے اب تک یہاں کام شروع نہیں ہوا۔ اگر اسی سلسے کی کوئی سرنگ وہاں اس جگہ تھی بھی تو اسے کل ہی پھٹ جانا چاہیئے تھا اور اگر یہ

اسی سلسلے کی کوئی سرنگ تھی جو اتفاقاً کل نہیں پھٹی تو اس کے لیئے تم مئیر کو الزام نہیں دے سکتے۔

الزام کو فی الحال الگ ہٹاؤ،،، اتنی جانیں ضائع ہو گئیں۔۔۔ اس کا زمہ دار کون ہے؟

اگر زلزلہ آیا ہوتا۔۔۔ اگر سیلاب آیا ہوتا۔۔۔ تب کون زمہ دار ہوتا۔۔۔ اس کو چھوڑو۔۔۔ اور پھر دھماکے کی نوعیت یقیناً تشویش کن ہے۔ عمران اکھڑی ہوئی چٹان کے ڈھیر پر چڑھنے لگا۔

یہ کیا کر رہے ہو؟ فیاض نے کہا۔

بھئی میں تمہاری طرح سرکاری آدمی تو ہوں نہیں کہ میرے بعد سرکار کو کوئی دوسرا کرنے کی فکر ہو۔

نہیں۔۔۔ تم ادھر نہیں جا سکتے۔ فیاض جھنجھلا گیا۔

تم بھی آؤ۔ عمران مڑ کر مسکرایا۔ تمہاری اسٹینو پر تمہاری دلیری کی دھاک بیٹھ جائے گی۔ ویسے دیر کرنے میں ہو سکتا ہے کہ دھماکے کی وجہ معلوم نہ پڑے۔

اب فیاض بھی چٹانوں پر چڑھا۔۔۔ اسکا دل نہیں چاہتا تھا مگر عمران نے لڑکی کا حوالہ دے کر اس پر طنز کیا تھا۔

وہ بمشکل تمام اس جگہ پہنچے جہاں دوسرا دھماکا ہوا تھا۔۔۔ یہاں بھی اکھڑی ہوئی چٹانوں کے ڈھیر تھے اور ان کے نیچے ڈھلان تھی۔۔۔ بہتیری چٹانیں لڑھکتی ہوئی نیچے جا رہی تھیں۔ اچانک عمران چیخا۔

ادھر۔۔ خون۔۔ وہ دیکھو۔۔

ڈھلان سے خون بہہ بہہ کر نیچے جا رہا تھا۔ چٹانوں کے نیچے سے کئی جگہ پتلی پتلی سی نالیں پھوٹ نکلی تھیں۔۔۔ اور موٹی موٹی سرخ لکیریں متحرک نظر آ رہی تھیں۔

فیاض کے پیر بری طرح کانپنے لگے۔ عمران چٹانوں سے اتر کر ڈھالن کی طرف جانے لگا۔

یہ۔۔۔ کک۔۔۔ کیا کر رہے ہو؟ فیاض بڑبڑایا۔

تم بھی آؤ۔ عمران ٹھہرتے ہوئے بولا۔

فیاض بھی ہمت کر کے نیچے اترنے لگا۔ اور وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے خون کی دھاریں نکل رہی تھیں۔

اب تم کیا کہو گے؟ عمران نے فیاض کی طرف دیکھ کر کہا۔

فیاض نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری لیکن کچھ کہنے کے بجائے عمران کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

آج ادھر کون تھا؟ عمران نے کہا۔ پھر یہ خون کس کا ہے۔۔۔ کیسا ہے؟

عمران نے چٹانوں کے رخنوں سے جھانکنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن کچھ نہ دیکھ سکا۔

وہ دونوں کافی دیر تک ادھر ادھر سر مارتے رہے پھر عمران واپسی کے لیئے مڑا ہی تھا کہ فیاض نے اسے ایک طرف جھپٹتے دیکھا۔

یہ کوئی چمکدار چیز تھی جسے اٹھانے کے لیئے عمران جھکا تھا۔ فیاض تیزی سے آگے بڑھا۔ وہ کسی دھات کی ایک چمکدار ٹکیہ تھی۔ جس کا کچھ حصہ ایک بڑے پتھر کے نیچے دبا ہوا تھا۔ عمران اسے نکالنے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ آخر اس نے جیب سے قلم تراش چاقو نکال کر اس کے قریب و جوار کی مٹی کھودنی شروع کر دی۔

بدقت تمام وہ اسے نکالنے میں کامیاب ہوا۔

دھات پالش کیئے ہوئے فولاد کی تھی جس کا قطر دو انچ ضرور ہو گا۔ یہ ایک طرف سے سادہ اور دوسری طرف سے ایک چھوٹے سے دائرے کے اندر طلوع ہوتے ہوئے سورج کا نقش تھا۔

یہ کیا ہے؟ فیاض نے کہا۔

کچھ بھی ہو۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ یہ ایک وزنی دھات ہے۔ ہوا میں اڑ کر یہاں تک نہیں آئی۔۔۔ کوئی نہ کوئی لایا ہی ہو گا۔ اور اسکی حالت سے یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ دیر تک یہاں پڑی رہی ہے۔۔۔ اس کی

چمک دیکھو۔

تو تم کس نتیجے پر پہنچ رہے ہو؟ فیاض نے پوچھا۔

میں۔۔۔ مگر۔ عمران سوچنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ جب تک یہ ساری چٹانیں نہ ہٹالی جائیں۔۔۔

اس وقت تک کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

اس نے وہ ٹکیہ اپنی جیب میں ڈالنی چاہی۔

نہیں فیاض نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ تم یہاں سے کوئی چیز نہیں لے جاسکتے۔

تمہاری مرضی۔۔۔ میں اسے قبر میں نہ لے جاتا۔

عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ اور وہ اسے واپس کر دی۔

تھوڑی دیر بعد سنگبار کا ویرانہ گاڑیوں کی آواز سے گونجنے لگا۔۔۔ پولیس کی کئی مسلح گاڑیاں پہنچ گئی تھیں۔

جن کے ساتھ ایمبولنس گاڑیاں بھی تھیں۔

عمران پھر اپنی کار کی طرف واپس آ گیا۔

کیونکہ قانونی طور پر اب اس کے لیئے وہاں کوئی گنجائش نہیں تھی۔۔۔ پروین بدستور بیٹھی رہی۔

آپ لوگ اس طرف چلے گئے تھے۔۔۔ میں ڈر رہی تھی۔ اس نے کہا۔

اوں۔۔۔ اوں۔

عمران اب اس میں دلچسپی لینے کے موڈ میں نہیں تھا۔ لیکن محض اس موقع پر۔۔۔ ورنہ وہ تو کب سے پروین میں دلچسپی لیتا رہا تھا اسی دن سے جب فیاض کے آفس میں اسکا تقرر ہوا تھا

وہ سوچ رہا تھا اپنی تمام تر ذہنی قوتوں کے ساتھ۔۔۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔

پروین دوسری طرف کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گئی۔ عمران نے اسے روکا نہیں۔۔۔ وہ اسی طرح بیٹھا رہا۔۔

۔ پھر انجن اسٹارٹ کر کے کار کو سڑک پر نکال لیا۔

اچانک اس نے پروین کی آواز سنی۔۔۔ جو چیختی ہوئی کار کے پیچھے دوڑ رہی تھی۔

ٹھہریئے۔۔۔ ٹھہریئے۔۔۔ میرا پرس رہ گیا۔

عمران نے رفتار تیز کر دی۔۔ اور اب اس نے بائیں ہاتھ سے زپ کھینچی اور اندر کی چیزوں کا جائزہ لینے لگا۔

۔۔۔ اس میں تھوڑے سے سکوں کے علاوہ ایک چھوٹا سا آئینہ اور لپ اسٹک جیسی دوسری آرائشی مصنوعات تھیں۔ مگر ایک اہم چیز اشاریہ پانچ کا یک پستول۔ عمران نے ایک طویل سانس لیاور پرس کو واپس بند کر کے وہیں ڈال دیا جہاں سے اٹھایا تھا۔

کار کی رفتار پھر کم ہوئی۔

پھر عقب نما آئینے میں نظر پڑتے ہی اسے یقین ہو گیا کے پیچھے آنے والی کار میں پروین ہی ہوگی۔

اس نے کار کی رفتار کم کر دی اور اسے موڑنے لگا۔۔۔ دوسری کار تھوڑے فاصلے ہی پر رک گئی،

پروین کار سے اتر رہی تھی۔

اوہو۔۔۔ عمران نے باآواز بلند کہا۔ میں واپس ہو رہا تھا۔۔۔ آپ اپنا پرس چھوڑ گئی تھیں میں نے اب دیکھا۔

پروین کار کے قریب آ گئی۔

عمران نے پرس اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ فیاض سے ہوشیار رہیئے گا۔۔۔ وہ ہر تیسرے چوتھے ماہ اسٹینو بدل دیتا ہے۔

اس مشورے کا شکریہ۔ پروین براسانی بنا کر بولی۔ اور پرس لے کر دوسری طرف چلی گئی۔

عمران اس ریوالور کے متعلق سوچ رہا تھا جو پروین کے پرس میں نظر آیا تھا۔۔۔ شاید وہ اس کے لیئے غیر

متوقع نہیں تھا۔۔ ویسے یہ ضروری نہیں تھا کہ کیپٹن فیاض کی اسٹینو بھی قانونی طور پر پستول رکھنے کی مجاز ہو ۔

تین دن کے بعد فیاض بوکھلایا ہوا عمران کے فلیٹ میں داخل ہوا۔

عمران تنہا تھا۔ اور بظاہر بیکار نظرا رہا تھا۔ اس پر بلا کی سنجیدگی طاری تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اپنے بچوں کے مستقبل کی فکر ستا رہی ہو۔

اس نے اس طرح فیاض کا استقبال نہیں کیا جیسے عموماً کیا کرتا تھا۔ اس کے غیر متوقع رویہ پر فیاض کو بھی حیرت ہوئی۔

کیوں کیا بات ہے فیاض کرسی کھینچ کر بیٹھتا ہوا بولا۔ آج کچھ عجیب سے لگ رہے ہو۔

مجھے تمہارے مستقبل کی فکر ہے۔۔۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لیکر کہا۔

میں تمہیں اس خون کے متعلق بتانے آیا ہوں۔۔۔ فیاض نے جیب سے سگریٹ کیس نکالا اور خاموش ہو کر اس میں سے ایک سگریٹ منتخب کرنے لگا۔ وہ خود کو پر سکون ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اگر چہ انتشار کے آثار اب بھی اس کے چہرے پر نمایاں تھے۔

تم سے زیادہ شاید میں اس کے متعلق جانتا ہوں۔ عمران نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

کیا جانتے ہو۔۔۔۔۔۔۔ اتنا ہی۔۔۔۔۔۔۔ جتنا پریس رپورٹر لے اڑے ہیں۔

نہیں۔۔۔۔۔۔۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ان اکھڑی ہوئی چٹانوں کے نیچے سے برآمد ہونے والی لاشوں میں کچھ ایسی لاشیں بھی ہیں جن کی موجودگی محکمۂ خارجہ کیلئے باعثِ تشویش ہو سکتی ہے۔

تم کیا جانو فیاض اسے گھورنے لگا۔

تم شاید تین ہزار معاملات میں چار ہزار بار مجھ سے یہی سوال کر چکے ہو۔ عمران سر ہلا کر بولا خیر بتاؤ۔۔۔۔۔۔۔ تم کیا بتانا چاہتے ہو۔

نہیں پہلے تم بتاؤ کہ تمہیں اس کا علم کیونکہ ہوا۔ یہ بات چند خاص آدمیوں کے علاوہ اور کسی کو نہیں معلوم۔

فیاض اسے گھورتا ہوا بولا۔

کیا تم مجھے کوئی عام آدمی سمجھتے ہو۔ عمران بگڑ گیا۔

میں تمہیں آدمی ہی نہیں سمجھتا۔ فیاض نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

خیر تم نہ بتاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں تمہیں بتاؤں گا۔۔۔۔۔۔ پتھروں کے نیچے سے پندرہ کچلی ہوئی لاشیں برآمد ہوئی ہیں ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پیروں میں بیڑیاں تھیں۔۔۔ اور اکھڑی ہوئی چٹانوں کی اندرونی ساخت کچھ اس قسم کی ہے جیسے وہ تراشی گئی ہوں۔

ہاں ہو سکتا ہے۔

کیا ہو سکتا ہے۔

جو کچھ بھی ہو سکتا ہے وہ تم سمجھتے ہو۔ دہرانے کی ضرورت نہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ پہاڑیوں کو اندر سے تراش کر کچھ کال کوٹھڑیاں بنائی گئی تھیں اور وہاں کچھ قیدی رکھے گئے تھے۔

اتنی موٹی عقل میں بھی رکھتا ہوں۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ کیا اس میں بھی کوئی عجیب بات ہے جو تم مجھے بتانا چاہتے ہو۔

کیا یہ بذات خود عجیب نہیں ہے۔

میری نظر میں نہیں کیا پہاڑوں کا اندر سے تراشا جانا کوئی حیرت انگیز چیز ہے۔ آج سے دو ہزار برس پہلے کو لوگ بھی اس فن سے واقف تھے اور وہاں قیدیوں کا ہونا بھی حیرت انگیز نہیں ہے۔ کیا کسی کو قید کر کے کہیں

بند کردینا انسانی دسترس سے باہر ہے۔

تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ فیاض کے لہجے میں اکتاہٹ تھی۔

میں تمہیں اس سلسلے کی سب سے زیادہ حیرت انگیز بات بتانا چاہتا ہوں۔ عمران فیاض کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ محکمہِ خارجہ کے جس آفیسر کی لاش آج وہاں سے برآمد ہوئی ہے۔ وہ کل چار بجے شام تک اپنے آفس میں دیکھا گیا ہے۔ آج جو لاشیں برآمد ہوئی ہیں وہ کم ازکم تین دن پہلے کی ہیں۔ ان کی حالت یہی ظاہر کرتی ہے۔

تمہیں جیل میں ہونا چاہئے فیاض نے سنجیدگی سے کہا۔

اور تمہیں پھانسی کے تختے پر۔۔۔۔۔ عمران کی سنجیدگی میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔

یہ بات جو تم نے بتائی ہے ایک سرکاری راز ہے

اور میں نے یہ راز کسی غیر سرکاری آدمی پر نہیں ظاہر کیا۔

تم۔۔۔۔۔ فیاض کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔

بہر حال عمران ایک طویل سانس لیکر بولا۔ مجھے اب اس قسم کے کاموں سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی۔۔۔۔۔ میں آج کل ادب کی خدمت کر رہا ہوں۔

مجھے معلوم ہے کہ آج کل تم کیا کر رہے ہو۔ فیاض برا سا منہ بنا کر بولا۔

اگر تمہیں ان معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تو تم نے اتنی اہم معلومات کیسے حاصل کیں۔

یہ ان معلومات کی نالائقی ہے۔۔۔۔۔ کہ مجھ جیسے ناکارہ آدمی کے فلیٹ میں چلی آئیں۔

عمران مذاق چھوڑو۔ فیاض نے کہا۔ میں سنجیدگی سے اس مسئلے پر تمہارا مشورہ چاہتا ہوں۔

میرا مشورہ یہ ہے کہ تم فی الحال اپنی نئی اسٹینو سے ہوشیار رہو۔

پھر وہی بے تکی۔۔۔۔ تم آخر اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔

میں نے تمہیں آگاہ کردیا۔ آئندہ تم جانو۔

اگر تم گفتگو نہ کرنا چاہتے ہو تو صاف صاف کہہ دو۔۔۔۔۔۔ میں چلا جاؤں گا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا وہ فولاد کی ٹکیہ تو تمہارے پاس محفوظ ہوگی۔

وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فیاض کچھ سوچتا ہوا بولا۔۔۔۔۔۔ ہاں کیوں

میں اسے ایک بار پھر دیکھنا چاہتا ہوں۔

کیوں

فیاض۔۔۔۔۔۔۔۔ جب میں سنجیدگی سے گفتگو کرنے پر تیار ہوتا ہوں تو تم مسخرہ پن کرنے لگتے ہو۔۔۔۔ میں اسے دوبارہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجھ سے وجہ نہ پوچھو۔

وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دراصل۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہیں گم ہو گئی۔۔۔۔

ہام۔۔۔۔۔۔۔ عمران کرسی سے اٹھتا ہوا بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو کپتان صاحب میں اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کروں گا۔

کیا وہ اس سلسلے میں اتنی اہم تھی۔

اس سے بھی زیادہ۔

کیا اہمیت رکھتی تھی۔

کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔ اب کچھ بھی نہیں۔۔۔ لیکن کیا وہ تمہاری جیب ہی میں پڑے پڑے کھو گئی تھی یا تم نے اسے کسی کو دکھایا بھی تھا۔

مجھے کچھ یاد نہیں میں نے اسے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔ اس لئے یہ بتانا مشکل ہے۔ ظاہر ہے کہ اب میری نظروں میں اس کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی تو میں کسی سے اس کا تذکرہ کیا کرتا۔

مگر نئی اسٹینو۔

تم نے پھر اس کا نام لیا۔

اس سے تذکرہ کیا تھا یا نہیں۔۔۔۔ عمران نے فیاض کے لہجے کی پرواہ کئے بغیر کہا

نہیں فیاض نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

عمران نے جلدی ہی کچھ نہیں کیا۔ وہ کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا کیا تمہارے آفس میں مختلف ممالک کی سیکرٹ سروس کے شناختی نشانات کے نمونے نہیں ہیں۔

ہیں کیوں نہیں

جاؤ عمران نے درویشانہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر کہا۔ انہیں ایک بار غور سے دیکھ ڈالو۔۔۔۔ خدا نے چاہا تو اس بار بیٹا ہوگا۔

ٹھیک سے بات کرو۔ فیاض جھنجھلا کر کھڑا ہوگیا۔

سلیمان عمران نے ہانک لگائی۔۔۔۔ اور دوسرے ہی لمحے میں اس کا نوکر سلیمان کمرے کے اندر تھا۔

تم بڑے گدھے ہو عمران نے اسے گھور کر دیکھا۔ ایک گھنٹے تک۔۔۔۔۔۔ یہیں اسی جگہ کھڑے رہو۔۔۔ ایک ٹانگ پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہاری سزا یہی ہے۔

سلیمان نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ سزا کس قصور میں مل رہی ہے۔ چپ چاپ ایک ٹانگ پر کھڑا ہوگیا۔

ایک گھنٹے سے پہلے اگر تم نے جنبش بھی کی تو کھال گرادوں گا۔۔۔

فیاض دانت پیس کر رہ گیا۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران اب اسے بھگانا چاہتا ہے۔۔ اس نے فلیٹ ہیٹ

اٹھائی اور اس انداز میں خدا حافظ کہتا باہر نکل گیا جیسے جہنم میں جاؤ کہا ہو۔

پیر نیچے گراؤ۔۔۔ عمران کاشن دینے کے سے انداز میں چیخا سلیمان نے دوسرا پیر فرش پر رکھ دیا۔

آج کون سی تاریخ ہے۔ عمران نے پوچھا۔

جمعرات ہے۔ سلیمان نے جواب دیا۔

شاباش۔۔۔ ٹھیک ہے۔

سلیمان نہایت سنجیدگی سے رخصت ہوگیا۔ اس نے اب بھی عمران سے یہ نہیں پوچھا کہ اسے ایک ٹانگ پر کھڑے رہنے کی سزا کیوں ملی تھی۔

عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے فون پر جولیانا فٹز واٹر کے نمبر ڈائیل کیئے۔

ہیلو دوسری طرف سے آواز آئی۔

ایکس ٹو۔۔۔۔

یس سر۔۔۔

کیپٹن فیاض کی اسٹینو کے متعلق تم نے اور کیا معلومات فراہم کیں

کچھ پتہ نہیں چلتا جناب۔ ان تین دنوں میں اس سے کوئی غیر معمولی حرکت سرزد نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی اس کے معمول میں فرق آیا ہے۔ جہاں پہلے رہتی تھی وہیں اب بھی ہے۔ پانچ بجے سے نو بجے رات تک گرینڈ ہوٹل میں بیٹھتی ہے۔ کبھی کیپٹن فیاض ساتھ ہوتا ہے۔ کبھی نہیں ہوتا۔

جب فیاض نہیں ہوتا تو کون ہوتا ہے۔

کوئی بھی نہیں۔۔۔۔۔ وہ تنہا ہوتی ہے۔

تمہیں یقین ہے۔

جی ہاں۔۔۔۔میں اسے بہت قریب سے دیکھتی رہی ہوں۔۔۔۔۔مگر جناب یہ قصہ کیا ہے۔

وہ لڑکی مشتبہ ہے میں نے آج سے دو ماہ قبل اسے ایک ایسے آدمی کے ساتھ دیکھا تھا جس پر بہت دنوں سے میری نظر رہی ہے۔ لیکن اب وہ آدمی بھی آج کل نظر نہیں آ رہا ہے۔

لڑکی بڑی خوبصورت ہے جناب جولیا نے کہا۔

ہاں اسی لئے میں سوچ رہا ہوں کہ اس کی نگرانی کے لئے سارجنٹ ناشاد بہتر رہے گا۔

جولیا کی ہنسی کی آواز آئی۔

ادھر عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اچانک ایک دوسرے کمرے میں اس فون کی گھنٹی بجی۔۔۔۔۔۔جس کے نمبر ٹیلیفون ڈائریکٹری میں نہیں تھے۔ عمران اس کمرے میں آیا اور ریسیور اٹھا کر سننے لگا۔

میں تنویر ہوں جناب دوسری طرف سے آواز آئی۔ بھدی داڑھی والا پھر نظر آیا ہے۔

کہاں عمران نے پوچھا۔

وہیں۔۔۔۔۔۔۔جہاں آج سے دو ماہ قبل دیکھا گیا تھا۔

مگر وہ مکان تو اس نے چھوڑ دیا تھا۔

جی ہاں وہ اب بھی کرائے پر خالی ہے اور مقفل بھی ہے لیکن اوپری منزل کی ایک کھڑکی میں۔۔۔۔۔۔میں نے اسے دیکھا ہے۔

کب دیکھا ہے۔

زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ گذرے ہوں گے۔

مکان اس وقت بھی مقفل تھا۔

جی ہاں اور اس پر۔۔۔۔۔۔کرائے کے لئے خالی ہے۔۔۔۔کا بورڈ موجود ہے۔

آج کل کے زمانے میں بھی مکان اتنے دنوں تک خالی پڑے رہتے ہیں۔

اس کے متعلق بڑی روایتیں سننے میں آتی ہیں۔۔۔۔۔۔مکان آسیب زدہ مشہور ہے۔

اچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں دیکھوں گا۔

کیوں نہ ہم میں سے کوئی اسے کرائے پر حاصل کر لے۔۔ تنویر نے کہا۔

نہیں۔۔۔۔۔۔صرف اس کی نگرانی جاری رکھو۔ عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

وہ ابھی دروازہ تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ دوسرے فون کی گھنٹی بجی جس کے نمبر ٹیلیفون ڈائریکٹری میں موجود تھے۔

ہیلو۔۔۔۔۔۔عمران

ہاں۔۔۔عمران۔۔۔۔

میں فیاض ہوں

گلے میں اپنے نام کا سائن بورڈ لٹکا لو۔۔۔۔۔میں جانتا ہوں کہ تم فیاض ہو۔۔۔۔۔۔تفضّل حسین نہیں ہو سکتے۔

میں نے نشانات کے نمونے دیکھ ڈالے۔۔۔۔۔۔۔فیاض بولا۔۔۔۔اس کی آواز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کانپ رہا ہو۔

بہت اچھا کیا۔۔۔۔۔۔۔کوئی خاص بات۔۔

ہاں اور اب مجھے افسوس ہے۔۔۔۔۔۔کہ میں تمہاری باتوں کو فضول کیوں سمجھتا رہا۔

کمرے میں اور کون ہے عمران نے پوچھا۔

کوئی بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔میں تنہا ہوں۔

تب بھی آہستہ بولو

وہ ٹکیہ۔۔۔۔۔۔۔اس پر دائرے میں طلوع ہوتے ہوئے سورج کا نقش تھا۔۔۔۔یہی ایک مغربی ملک کی سیکرٹ سروس کا شناختی نشان ہے۔

ہے نا

سو فیصدی۔۔۔۔۔۔مجھے افسوس ہے عمران۔

پرواہ نہ کرو۔

کیا تم اس سلسلے میں میری مدد کر سکو گے۔

نہیں۔۔۔عمران نے بڑی صفائی سے کہا۔

کیوں

لڑکی والے اسے ناپسند کرتے ہیں۔۔۔۔۔میں تم سے استدعا کروں گا کہ مجھ سے ملنا جلنا ترک کر دو۔ میں اب نہایت شرافت سے زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں بات طے ہوگئی ہے۔لیکن لڑکی والے اس پر معرض ہیں کہ میرا پولیس والوں سے ملنا جلنا ہے ان کا خیال ہے کہ میرے لئے خالص گھی کی تجارت موزوں رہے گی۔

یار عمران۔

نہیں بس۔۔۔۔۔۔۔کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں کنوارہ ہی مر جاؤں تم خود تو شادی شدہ ہو اور ہر دوسرے ماہ اسٹینو بھی بدل دیتے ہو واہ یار۔۔۔لعنت ہے تمہاری دوستی پر۔۔۔۔پھٹکار ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔بس ختم۔۔۔

اس نے ریسیور رکھ دیا۔

ٹھیک چھ بجے عمران کی کار گرینڈ ہوٹل کی کمپاونڈ میں پہنچ گئی۔وہ تنہا تھی۔

حسبِ معمول جسم پر شوخ رنگوں والا لباس تھا۔نیلی پتلون، زرد قمیض۔۔۔گلابی ٹائی اور بے داغ برف سے شفاف کوٹ۔

فلیٹ ہیٹ گہری نیلی تھی اور اس کے بائیں طرف گلاب کی تین کلیاں اڑی ہوئی تھیں۔

گرینڈ ہوٹل کے پل کیپٹن نے اگر اسے کار سے اترتے نہ دیکھا ہوتا تو شاید اسے اندر گھسنے بھی نہ دیتا۔۔۔۔پھر بھی اس نے اس سے ٹوک ہی دیا۔

جناب والا ذرا اس بورڈ پر بھی نظر رکھیں۔اس نے ایک بورڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔جس پر تحریر تھا۔

شام کی تفریح کے لئے ایوننگ سوٹ میں آنا نہ بھولیے۔

لیکن میں بھول گیا۔عمران نے مغموم لہجے میں کہا اور ڈرائینگ روم میں داخل ہوگیا۔۔۔۔اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی لیکن پروین کہیں نہ دکھائی دی۔۔۔۔البتہ اس نے جولیانا فٹزواٹر کو دیکھا جو اس کی خبط الحواسی پر مسکرا رہی تھی۔

عمران آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔اس کے جوتوں۔۔۔۔کی چرچراہٹ سارے ڈائننگ ہال میں گونج رہی تھی۔ظاہر ہے کہ دوسرے لوگ اسے گھور رہے ہوں گے۔جولیا اسے اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر بوکھلا گئی۔۔۔۔۔کم از کم با سلیقہ عورت تو ایسی سج دھج میں عمران کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔مگر جولیا کرتی ہی کیا۔۔۔

آپ کی اجازت سے۔۔۔۔۔عمران آہستہ سے کہتا ہوا اس کی میز پر جم گیا۔

وہ دیکھیئے ۔۔۔۔۔ میرے ساتھی ۔۔۔ جولیا ہکلائی ۔

جب آپ کا کوئی ساتھی آئے تو مجھے بتا دیجئے گا ۔۔۔۔۔ میں اٹھ جاؤں گا لیکن ایسی صورت میں جبکہ میں تنہا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں ۔۔۔۔ میں تنہا نہیں رہ سکتا ۔ آپ دیکھئے نا یہ سب لوگ مجھے کتنی خراب نظروں سے گھور رہے ہیں ۔ لعنت ہے ان پر ۔۔۔ کیا انہوں نے مجھے کوئی خوبصورت عورت سمجھ رکھا ہے ۔ خدا غارت کرے ان کو ۔

جولیا ہنس پڑی ۔ لیکن وہ الجھن محسوس کر رہی تھی ۔ کیونکہ دوسرے لوگ اب اسے بھی گھورنے لگے تھے ۔

میں خود ہی اٹھ جاؤں گی ۔ جولیا جھنجھلا کر بولی ۔

تب آپ کی پوزیشن اور زیادہ مضحکہ خیز ہو جائے گی ۔ لوگ مجھے کوئی غنڈہ سمجھیں گے اور آپ کے متعلق کیا سوچیں گے ۔ لیکن اگر آپ چپ چاپ بیٹھی رہی تو یہی لوگ سمجھیں گے کہ میں ضرور کوئی فلم اسٹار ہوں ۔۔۔۔۔ وہ کیا نام ہے اس کا ۔۔۔۔ نمی کپور ۔۔۔

جولیا اسے بکواس کرتا چھوڑ کر اٹھ گئی لیکن وہ ہال میں کہیں نہیں رکی ۔ اس کا رخ صدر دروازے کی طرف تھا ۔

عمران ایک طویل سانس لیکر کرسی کی پشت سے ٹک گیا ۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ یہی چاہ رہا ہو کہ جولیا یہاں سے چلی جائے ۔۔۔ اس نے بیرے سے کولڈ کافی طلب کی اور آنکھیں بند کر دیں ۔

تقریباً سات بجے تک وہ پروین کی آمد کا منتظر رہا ۔۔۔ لیکن وہ نہیں آئی ۔

ملی ہوئی اطلاعات کے مطابق آج گویا اس کے معمول میں فرق آ گیا تھا ۔ سوا سات بجے اس نے میز چھوڑ دی ۔

فی الحال پروین کے علاوہ اس کے ہاتھ میں دوسرا کارڈ نہیں تھا ۔ وہ اسے اس وقت سے جانتا تھا جب وہ فیاض کی اسٹینو نہیں تھی ۔ اس نے اسے دراصل ایک ایسے مشتبہ آدمی سے ملتے جلتے دیکھا تھا جس پر عرصے سے عمران کی نظر رہی تھی وہ بھوری ڈاڑھی والا ایک سفید فام آدمی تھا ۔ عمران کا خیال تھا کہ وہ کسی مغربی ملک کا باشندہ ہے لیکن وہ بڑی فصیح اردو بولتا تھا ۔ جس کا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ وہ خود کو مشرق کا باشندہ ظاہر کرنا چاہتا تھا ۔

وہ ریکسٹن اسٹریٹ کی ایک بدنام عمارت میں مقیم تھا لوگوں کا خیال تھا کہ وہ عمارت آسیب زدہ ہے ۔ عمران نے اسے کوئی اہمیت نہ دی ۔ لیکن جس دن پروین کو فیاض کے آفس میں ملازمت ملی ۔ اسی دن ریکسٹن اسٹریٹ کی اس عمارت میں قفل پڑ گیا ۔ اور وہاں پھر ۔۔۔ کرائے پر خالی ہے کا بورڈ نظر آنے لگا ۔

پروین اتنی پر کشش تھی کہ آٹھ دس لڑکیوں میں اس کا انتخاب کر لیا جانا مشکل نہیں تھا ۔ فیاض کی حسن پرستی پر عمران پر اظہر من الشمس تھی ۔ وہ ہر دوسرے تیسرے ماہ اسٹینو بدل دیتا تھا ۔

پروین کے متعلق عمران پہلے ہی بہتری معلومات بہم پہنچا چکا تھا ۔ وہ ایک پرائیویٹ فرم میں عرصہ سے ملازم تھی ۔ اور اس فرم میں اس کی آمدنی موجودہ تنخواہ سے کہیں زیادہ تھی ۔ پھر وہ فرم کی ملازمت ترک کر کے یہاں کیوں چلی آئی تھی ۔

عمران گرینڈ ہوٹل سے نکل کر پروین کی قیامگاہ کی طرف روانہ ہو گیا ۔۔۔۔ یہ حقیقت تھی کہ اب وہ اس کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا ۔ خصوصاً اس طرح کہ اسے کسی قسم کا شبہ ہو جائے ۔ بس وہ اس پر نظر ضرور رکھنا چاہتا تھا ۔

اس نے ابھی تک اس کے متعلق ساری معلومات اپنے ماتحتوں کے ذریعہ فراہم کی تھیں ۔

آج بھی اگر پروین کے معمول میں فرق نہ آیا ہوتا تو وہ کبھی اس کے گھر کا رخ نہ کرتا ۔

اطلاعات کے مطابق وہ بلا ناغہ اپنی شامیں تنہا یا فیاض کے ساتھ گرینڈ ہوٹل میں گذارہ کرتی تھی ۔ اس نے ریگل لاج کے سامنے کار روک دی ۔ اسی عمارت کے سترھویں فلیٹ میں پروین رہتی تھی ۔ اس نے دیکھا

کہ کیپٹن جعفری سامنے والے فٹ پاتھ پر موجود تھا۔ عمران نے اس کی ڈیوٹی نہیں لگائی تھی۔ لیکن وہ اس کی نظروں سے بچ کر اوپری منزل پر جانا چاہتا تھا وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔ لیکن بے سود۔۔۔۔ کیونکہ پروین کا فلیٹ مقفل تھا۔ وہ اپنی کار میں آ بیٹھا کچھ دور چلا۔ پھر ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ کے نزدیک کار روک دی۔

فون پر اس نے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کیئے۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے سے اس نے صرف اتنا ہی پوچھا کہ فیاض گھر پر موجود ہے یا نہیں۔ جواب اثبات میں ملا۔۔۔ اور تھوڑی دیر بعد فیاض کی آواز سنائی دی۔

ہیلو۔۔۔۔۔۔۔۔ سوپر۔۔۔۔۔۔

کون۔۔۔۔۔۔ عمران۔۔۔

ہاں میں ہوں۔۔۔۔۔۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ آج پروین گرینڈ ہوٹل میں کیوں نہیں گئی۔ اور تم اس وقت گھر پر کیسے ہو۔

خدا تمہیں غارت کرے۔۔۔۔ پیچھا بھی چھوڑ دو۔

میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ تم آج اسے وہاں ضرور لاتے۔ کیونکہ آج وہاں ایک خاص پروگرام تھا۔ مجھے اس کی وجہ بتاؤ۔

پہلے تم بتاؤ کہ تم پروین کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔

تم نے آستین میں ایک سانپ پالا ہے اور تم کسی وقت بھی جہنم رسید ہو سکتے ہو۔

کیوں بکواس کر رہے ہو۔

محتاط رہو۔۔۔۔۔۔ فیاض۔۔ لیکن اس پر یہ نہ ظاہر ہونے دو کہ تم اس پر کسی قسم کا شبہ کر رہے ہو۔ بقیہ

میں دیکھ لوں گا۔ اگر میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو تمہیں کرائے کے رونے والے بھی نہ نصیب ہوں گے۔

تم سنجیدہ ہو۔

ہاں میں سنجیدہ ھوں

فیاض کچھ نہ بولا........ عمران نے کہا...... ہیلو

ہاں......ہاں.... میں کچھ سوچنے لگا تھا

بتاؤ آج تم دونوں گرینڈ ھوٹل کیوں نہیں گ؟

اس کی طبیعت کچھ خراب تھی اس نے کہا کہ وہ آفس سے سیدھی گھر جا گی

لیکن اس کا فلیٹ مقفل ھے

ھوگا فیاض نے لاپروائ سے کہا ممکن ھے کہ وہ تفریح کے موڈ میں نہ رھی ھو.... بہانہ کیا ھو.... ویسے کیا تمھارے پاس اس کے خلاف کوئ واضح قسم کا ثبوت ھے؟

نہیں...... فی الحال نہیں ھے...... لیکن جلدھی اس کے متعلق بہت کچھ معلوم کر لینے کی توقع رکھتا ھوں

مجھے یقین ھے کہ تمھارے شبہات کسی غلط فہمی پر مبنی ھیں فیاض نے کہا

جس فرم میں وہ پہلے کام کرتی تھی وھاں اسے موجودہ تنخواہ سے ڈیڑھ گنی زیادہ رقم ملتی تھی

اوھو فیاض نے کہا، یہ ایسی اھم بات نہیں ھے اسے دراصل محکمہ سراغرسانی میں ملازمت کا شوق تھا سراغرسانی سے دلچسپی بھی ھے سنگبار والا کیس اس کیلیئے بڑا سنسنی خیز ثابت ھوا ھے

اچھا سوپر فیاض عمران نے ایک طویل سانس لے کر سلسلہ منقطع کر دیا

ٹھیک ایک گھنٹے بعد عمران کی کار محکمہ خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان کی کمپاؤنڈ میں داخل ھوئ سر سلطان پہلے ھوم سیکرٹری تھے اور اب انکا تبادلہ محکمہ خارجہ میں کر دیا گیا تھا عمران کے پرانے مداحوں میں سے تھے اور

اب عمران براہ راست ان کی ماتحتی میں کام کررھا تھا   مگر اسکا علم سر سلطان ھی کو تھا کہ محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کا چیف آفیسر کون ھے

اسے سر سلطان کا انتظار زیادہ دیر تک نہیں کرنا پڑا   کیونکہ وہ خود بھی اس سے ملنے کیلیۓ بری طرح بے چین تھے

کیوں   عمران تم کیا کر رھے ھو؟ انہوں نے مضطربانہ انداز میں کہا

میرے کچھ کرنے سے پہلے ھی بہت کچھ ھو چکا ھے   عمران ناخوشگوار لہجے میں بڑبڑایا

میں نہیں سمجھا

آخر اسکی تشہیر کیوں کی گیٔ کہ ان چٹانوں کے نیچے سے کرنل زیدی کی لاش برآمد ھویٔ تھی؟

تشہیر تو نہیں ھویٔ...... صرف چند آدمی جانتے ھیں

اور ان چند آدمیوں میں وہ بھی شامل ھے جو لاش برآمد ھونے سے ایک دن پہلے کرنل زیدی کا پارٹ ادا کر رھا تھا

اوھو   دشواری تو یہ تھی کہ یہاں کویٔ اسے پہنچانتا نہ تھا   وہ براہ راست فوجی ھیڈ کوارٹر سے میرے محکمے میں آیا تھا

پھر اس کی لاش کی شناخت کیسے ھویٔ تھی؟ عمران نے پوچھا

کل شام تک جو کرنل زیدی کی جگہ پر کام کرتا رھا ھے وہ اسکا ھمشکل تھا

یہ میری بدقسمتی ھے کہ میں اس آدمی کو نہیں دیکھ سکا   بہر حال پتھروں سے برآمد ھونے والی لاش میں نے دیکھی ھے   اس کا چہرہ کچھ ایسا ھی تھا کہ بہت آسانی سے کویٔ دوسرا اسکا میک اپ کر سکتا تھا

مگر وہ دوسری چودہ لاشیں؟

بڑا مشکل کام ھے جناب عمران نے تشویش آمیز لہجے میں کہا, پتہ نہیں وہ لوگ کون تھے اور انکی گرفتاری کا کیا مقصد تھا

عمران   سر سلطان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ھو بولے   تم جانتے ھو..... یہ کتنا اھم معاملہ ھے.....

معلوم نہیں وہ آدمی کون تھا جو تقریباّ ڈیڑھ ھفتے تک محکمہ خارجہ کی ایک اھم جگہ پر کام کرتا رھا اور پتہ نہیں اس نے حکومت کے کتنے راز معلوم ک ھو گے

یقیناّ   اب آپ دیکھیۓ کہ اس کے چارج میں کیا کیا تھا

ویسے تو..... ابھی تک اس کے سپرد کویٔ کام کیا ھی نہیں گیا تھا

کیا یہ محض اتفاق ھی تھا

قطعی اتفاق..... ابھی تک اس معاہدہ کا مسودہ ھی مکمل نہیں ھوسکا تھا جس پر اسے کام کرنا تھا.....   مگر یہ تو سوچو کہ اتنے دنوں تک وہ آفس میں رھا

میں سوچ رھا ھوں جناب.....   مگر اس معاہدے کی کیا نوعیت تھی؟

ایک ملک سے ایک نیم فوجی معاہدہ

یقیناّ یہ بہت اھم ھے   عمران کچھ سوچتا ھوا بولا   اب ھمیں ان چودہ آدمیوں کے متعلق بھی معلومات فراھم کرنی پڑے گی   مگر ان میں سے صرف پانچ ھی ایسی لاشیں ھیں جو قابل شناخت کہی جا سکتی ھیں..... وہ تو بری طرح کچلی جا چکی ھیں

کیپٹن فیاض بذات خود تفتیش کر رھا ھے   سر سلطان بولے

جی ھاں   مجھے علم ھے

اس کا کیا خیال ھے؟

میں نے اس کا خیال معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی

میں صرف یہ جاننا چاھتا ھوں کہ تم کچھ کر رھے ھو یا نہیں؟

میں غافل نہیں ھوں جناب..... عمران بولا اچھا اب مجھے اجازت دیج

مگر تمھارا رویہ تسلی بخش نہیں ھے سر سلطان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ھو کہا

بڑے غیر یقینی حالات ھیں جناب عمران نے سر جھکا کر کہا میں ابھی تک کوئی لائحہ عمل مرتب نہیں کر سکا لیکن توقع ھے کہ جلد ھی میں اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کر سکوں.....اور اگر کچھ نہ کر سکا تو اسکی تمام ذمہ داری آپ پر ھوگی

کیوں..... مجھ پر کیوں..... سر سلطان نے حیرت سے کہا اور عمران کو گھورنے لگے

آپ ھمیشہ مجھے سنجیدگی اختیار کرنے کی تلقین کرتے ھیں..... لیکن میں جب بھی سنجیدہ ھوتا ھوں تو بنے بنا کام بگڑ جاتے ھیں میں نے ان دنوں آپ کی نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کی تھی..... یہی وجہ ھے کہ اب تک مجھ سے کچھ بھی نہیں بن پڑا

بیکار باتیں نہ کرو سر سلطان مسکرا

ادھر قبلہ والد صاحب نے کیپٹن فیاض کو کھلی چھٹی دے رکھی ھے کہ جب بھی عمران گرفت میں آ جا تو اسکے ساتھ کوئی مروت نہ برتی جا

تم جیسا نالائق لڑکا آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا سر سلطان ھنس پڑے

چلئے آپ بھی یہ فرما رھے ھیں اب میرے ل یہی باقی رہ جاتا ھے کہ خودکشی کر لوں عمران دروازے کی طرف مڑا

سر سلطان نے اسے روکا نہیں

اس کی کار ایک بار پھر یونہی بے مقصد شہر کی سڑکوں کے چکر لگا رھی تھی

فی الحال کسی خاص لائن پر کچھ کرنے کیلئے اس کے پاس مواد ھی نہیں تھا

ایک پبلک فون بوتھ کے سامنے اس نے کار روکی اور جولیانا فٹز واٹر کے نمبر ڈائیل ک

یس سر

دوسری طرف سے آواز آئی..... وہ اپنے چیف آفیسر کی بھرائی ھوئی آواز بخوبی پہنچانتی تھی

جعفری اور تنویر کی طرف سے کوئی اطلاع؟

جی ھاں ..... تنویر ھسپتال میں ھے

کیا مطلب؟

وہ ریکسٹن سٹریٹ والے آسیب زدہ مکان کے سامنے کھڑے کھڑے بیہوش ھو کر گر گیا تھا اور اب وہ ھسپتال میں ھے

کیا چوٹ بھی آئی ھے؟

جی ھاں گرنے کی وجہ سے..... پیشانی زخمی ھوگئ ھے

تم اس سے ملی ھو؟

جی ھاں

بیہوش کیسے ھوا تھا؟

اس کا اسے خود بھی علم نہیں

تو اب اس مکان کی نگرانی نہیں ھو رھی؟

جی نہیں..... میں نے اس واقعہ کے بعد کئی بار آپ کو رنگ کیا تھا لیکن آپ نہیں ملے

جعفری کی کیا رپورٹ ھے؟

آخری بار فون پر اس نے کہا تھا کہ پروین واپس نہیں آئی..... فلیٹ بدستور مقفل ھے

اچھا..... اب اگر اس کا فون آ تو کہہ دینا کہ اس کی ڈیوٹی ختم ھو گئی..... میں کچھ دیر بعد تمھیں پھر فون کروں گا..... ھاں.... تم آج رات مجھے میری قیام گاہ پر نہ پا سکو گی

تھوڑی ھی دیر بعد عمران نے تنویر سے فون پر رابطہ قائم کر لیا

وہ ھسپتال سے گھر واپس آ گیا تھا اس نے بتایا کہ وہ اپنی بیہوشی کی وجہ نہ بتا سکے گا اسے اس کا علم ھی نہیں کہ وہ کیسے بیہوش ھو گیا

ویسے اسے ایک آدمی پر شبہ ضرور ھے جو کچھ دیر اس کے قریب رک کر سگریٹ پیتا رھا تھا

تنویر نے بتایا کہ سگریٹ کے دھوئیں کی بو کچھ عجیب قسم کی تھی جو طبیعت پر گراں گزری تھی اور ھو سکتا ھے کہ بیہوشی دھوئیں کا نتیجہ رھی ھو

اس آدمی کا حلیہ بتا سکو گے؟ عمران نے پوچھا

نہیں جناب چونکہ میں نے اسے ایک راہ گیر سے زیادہ اھمیت نہیں دی تھی اس لئے کا حلیہ یاد کر کے بتانا دشوار ھے

ھوں تو اس کا مطلب یہ ھے کہ وہ دھواں بہت ھی سریع الاثر تھا ورنہ اس کی عجیب بو کی وجہ سے تمھیں اس آدمی کا حلیہ ضرور یاد رھتا..... تمھیں دراصل اتنی مہلت ھی نہ ملی ھو گی کہ تم اس آدمی کی شکل بغور دیکھ سکتے

جی ھاں..... جناب یہی بات ھے

اچھا تنویر اب تم آرام کرو..... پیشانی کا زخم زیادہ گہرا تو نہیں ھے؟

جی نہیں معمولی سا ھے

عمران سلسلہ منقطع کر کے بوتھ سے باھر نکل آیا

اب اس کی کار ریکسٹن سٹریٹ کی طرف جا رھی تھی جہاں وہ آسیب زدہ مکان واقع تھا

کار ایک گلی میں کھڑی کر کے اس نے وقت دیکھا گیارہ بج رھے تھے اب وہ ریکسٹن سٹریٹ کی طرف پیدل چل پڑا شہر کے اس حصے کی رونق بہت کم ھو گئی تھی زیادہ تر دکانیں بند ھو گئی تھیں کہیں کہیں ایک آدھ کیفے یا ریستوران اب بھی بھرے پڑے نظر آ رھے تھے عمران جوزف روڈ اور وکٹوریہ روڈ کے چوراھے پر ایک بار پھر رکا چند لمحے کچھ سوچتا رھا پھر آگے بڑھ گیا غالبا وہ وکٹوریہ روڈ کا چکر لگا کر.... ریکسٹن اسٹریٹ میں داخل ھونا چاھتا تھا

آسیب زدہ عمارت کے قریب پہنچ کر وہ آھستہ آھستہ چلنے لگا ریکسٹن اسٹریٹ سنسان پڑی تھی ایسا معلوم ھو رھا تھا جیسے رات آدھی سے زیادہ گزر گئی ھو وھاں کے سناٹے کا عالم دیکھ کر عمران فی الفور اپنا پروگرام کینسل کرنا پڑا وہ سوچ کر آیا تھا کہ کسی نہ کسی طرح عمارت میں داخل ھونے کی کوشش کرے گا مگر اب یہاں کی حالت دیکھ کر یہ چیز قریب قریب ناممکن معلوم ھونے لگی تھی

سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ تنویر یہاں بیہوش کیوں ھوا تھا؟ اس کی بیہوشی اتفاقیہ بھی نہیں کہی جا سکتی تھی کیونکہ وہ صحت مند جسم و دماغ رکھتا تھا اور اس سے پہلے کبھی اسے اس طرح بیہوش ھو جانے کا اتفاق نہیں ھوا تھا پھر اگر وہ بے ھوشی کسی آدمی کی کسی حرکت کا نتیجہ تھی تو وہ آدمی کون ھو سکتا تھا؟ اور اس سے یہ حرکت کیوں سرزد ھوئی تھی؟

ان سوالات کا جواب عمران کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا کہ وہ آدمی اسی عمارت کے متعلق ھو سکتا ھے جس کی نگرانی تنویر کر رھا تھا

پھر ایسی حالت میں اس عمارت کا رخ کرنا گویا موت کے منہ میں جانا تھا ظاھر ھے اس عمارت سے تعلق

رکھنے والے باخبر تھے کہ ان کی نگرانی ھورھی ھے ورنہ تنویر بیہوش کیوں ھوتا؟

وہ سنسان راستے پر چلتا رھا نزدیک و دور ایک تنفس کا بھی پتہ نہیں تھا عمران نے یہ بات یہاں پہنچ کر نہیں سوچی تھی یہ سوال پہلے ھی اس کے ذھن میں تھا مگر اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ ریکسٹن اسٹریٹ گیارہ بجے ھی سے اس طرح ویران ھوجا گی اگر اس سڑک پر اس وقت تھوڑی بہت آمدورفت بھی ھوتی تو شاید عمران اپنا کام کر گذرا ھوتا لیکن ایسی صورت میں کوئی دیوار ھی اس کیلیئے فتنہ بن سکتی تھی اور کوئی کھڑکی ھی موت کا پیغام لاسکتی تھی وہ چپ چاپ ریکسٹن اسٹریٹ سے گذر گیا پھر کار تک دوبارہ پہنچنے کیلیئے اسے ایک لمبا چکر کاٹنا پڑا

کار اسٹارٹ کرتے وقت وہ بالکل خالی الذھن تھا لیکن جیسے ھی کار آگے بڑھی عمرانیت جاگ اٹھی اور عمرانیت جب بھی جاگتی تھی کچھ نہ کچھ ھو کر رھتا تھا عمران اسے عمرانیت کہتا تھا عمرانیت کا مطلب تھا عمران کا مخصوص انداز فکر و عمل نہیں.... بلکہ صرف عمل.... فکر کا دخل کہاں عمرانیت میں.... یعنی کہ سمجھے بوجھے بغیر کوئی حرکت کر بیٹھنا اور پھر اس کے نتائج سے اپنے ل راستہ بنانا

عمران نے بڑی تیز رفتاری سے اپنے فلیٹ تک کا راستہ طے کیا

ٹھیک پونے بارہ بجے وہ اپنے چہرے کی مرمت کر رھا تھا بارہ بج کر بیس منٹ پر جب اس نے آئینے پر الوداعی نظر ڈالی تو عمران کی بجا شیطان نظر آرھا تھا

ڈاڑھی بے تحاشا بڑھی ھوئی.... سر کے بال کسی بے مرمت جھاڑی کا منظر پیش کر رھے تھے اور آنکھیں انگاروں کی طرح دھکتی ھوئی.... جسم پر قیدیوں کا سا لباس تھا.... چارخانے کا کرتا.... مختصر سا جانگیا.... اور سر پر گول ٹوپی وہ جیل سے بھاگا ھوا قیدی معلوم ھورھا تھا

فلیٹ سے باھر نکلتے وقت اس نے ٹوپی اتار لی اور اپنے جسم پر ایک چادر اس طرح ڈالی کہ قیدیوں والا لباس اس میں چھپ گیا اس کس پیروں میں جوتے نہیں تھے مگر پیروں کی حالت سے یہ نہیں ظاھر ھوتا تھا کہ اس نے اپنی زندگی میں کبھی جوتا بھی پہنا ھو وہ کسی مزدور کے پیر معلوم ھوتے تھے ریگل لاج یہاں سے کافی دور تھی لیکن عمران نے یہ مسافت پیدل ھی طے کی پوری عمارت تاریک پڑی تھی وہ پروین کے فلیٹ کے سامنے رک گیا غالبا اب وہ واپس آگئی تھی کیونکہ دروازے میں قفل نہیں تھا عمران نے پہلے ھی ٹٹول کر دیکھ لیا تھا دوسرے ھی لمحہ میں اس نے دروازے کے ایک شیشہ پر ھاتھ مارا چھناکے کی آواز آئی اور شیشے کے ٹکڑے دوسری طرف کمرے میں جاگرے

عمران نے اندر ھاتھ ڈال کر چٹخنی نیچے گرادی دروازہ کھل گیا

یہ بھی اتفاق ھی تھا کہ نیچے کی چٹخنی نہیں گرائی گئی تھی.... ورنہ عمران کے فرشتے بھی اتنی آسانی سے دروازہ نہ کھول سکتے

اندر گھس کر اس نے دروازہ پھر بند کرلیا لیکن اسی وقت دوسرے کمرے کے روشندان کے شیشے روشن ھوگ

عمران اس کمرے کے بند دروازے کی طرف جھپٹا اور دیوار سے لگ کر کھڑا ھوگیا

دوسرے لمحے میں دروازہ کھلا اور پروین شب خوابی کے لباس میں نظر آئی لیکن اس کے ھاتھ میں پستول تھا.... عمران چپ چاپ دیوار سے چپکا کھڑا رھا وہ اندھیرے میں تھا اور جیسے ھی پروین نے دروازے سے باھر قدم نکالا.... عمران نے پستول پر ھاتھ ڈال دیا

خبردار اس نے بھرائی ھوئی آواز میں کہا آواز نہ نکلے ورنہ گلا گھونٹ دوں گا

پستول کی نال پروین کی کنپٹی پر تھی.... اور وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو گھور رھی تھی مگر ان آنکھوں میں خوف کا شائبہ تک نہ تھا

پہلے تم مرجاؤ گی.... اس کے بعد وہ مجھے پاسکیں گے عمران نے آھستہ سے کہا

کون؟ پروین کی تیز قسم کی سرگوشی کمرے میں گونجی

پولیس میرے تعاقب میں ھے

اوھو پروین نے لاپرواہی سے کہا تو تم میرے ل مصیبت بنو گے؟

میں اس وقت تک یہاں ٹھہروں گا.... جب تک کہ وہ یہاں سے چلے نہ جائیں

ھوں پروین اس کی آنکھوں میں دیکھتی ھوئ بولی.... تم اس وقت تک یہاں ٹھہر سکتے ھو اندر چلو

عمران نے پستول اس کی کنپٹی پر سے ھٹالیا وہ بڑی لاپروائ سے چلتی ھوئ اپنے بستر پر جا بیٹھی اور ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا.... بیٹھ جاؤ

عمران ریوالور کا رخ اس کی طرف ک ھو بیٹھ گیا

ریوالور مجھے واپس کر دو

نہیں عمران غرایا

فضول ھے.... اگر میں شور بھی مچاؤں تو تم مجھے گولی نہیں مارو گے

مچا کر دیکھو

ھو سکتا ھے کہ تم بہت چالاک ھو پروین مسکرائ لیکن میک اپ کے معاملے میں کچے ھو

عمران بوکھلا گیا.... لیکن بوکھلاھٹ چہرے سے نہیں ظاھر ھونے دی

میں یہ بھی جانتی ھوں پروین چند لمحے خاموش رہ کر آھستہ سے بولی کہ تم کیوں میرے پیچھے پڑ گ ھو؟

جانتی ھونا.... ھاھا.... عمران نے احمقوں کی طرح قہقہہ لگایا

تم نے اس دن میرے پرس میں پستول دیکھا تھا مجھے یقین ھے کہ یہی بات ھے بہرحال تم یہ معلوم کرنا چاھتے ھو کہ میں بغیر لائیسنس کا پستول کیوں ل پھرتی ھوں؟

قدرتی بات ھے عمران مسکرایا

لیکن تمھیں یہ معلوم کر کے مایوسی ھوگی کہ میرے پاس اس پستول کا لائیسنس ھے

ضرور ھوگا عمران نے اس کی بات تسلیم کر لی

پھر تم یہاں اس بھیس میں کیوں آ ھو؟

محض یہ معلوم کرنے کیلیئے کہ تم کتنی حسین ھو

بس اب جاؤ پروین دروازے کی طرف اشارہ کر کے بولی, ورنہ میں بہت بری طرح پیش آؤں گی

واہ.... واہ.... کیا بات کہی ھے گویا میں نے اتنی محنت اس طرح واپس چلے جانے کیلیئے کی ھے

پروین کچھ نہیں بولی تھوڑی دیر بعد اس نے کہا

تم حقیقتا کیا چاھتے ھو؟

حقیقتا میں تمھیں بری طرح چاھتا ھوں, عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا.... وہ.... کیا کہتے ھیں اسے.... کیا نام ھے.... جب تک تم جواب کا محبت.... محبت.... کا جواب.... بذریعہ جوابی پوسٹ کارڈ.... اور.... لاحول.... پھر غلط ھو گیا

مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش نہ کرو پروین نے خشک لہجے میں کہا.... فیاض صاحب مجھے تمھارے متعلق سب کچھ بتا چکے ھیں.... تم بیوقوف بن کر دوسروں کو بیوقوف بنانے کی کوشش کرتے ھو

عمران نے دل ھی دل میں فیاض کو دو چار گالیاں دے کر انہیں سو سے ضرب دے دی.... تقریبا چار سو گالیوں کا ثواب فیاض کی روح کو بخش کر اس نے پروین سے کہا, اگر تم میری اسٹینو ھوتیں تو میں ساری دنیا کو شارٹ ھینڈ میں تبدیل کر دیتا.... مگر.... یہ تمھاری تقدیر کی خرابی ھے کہ تم فیاض جیسے کوڑھ مغز کے حصے میں آئ ھو

اب میں عنقریب ایک ملازم بھی رکھوں گی

کیوں عمران نے لہک کر پوچھا

تا کہ تم جیسے شریف آدمیوں کو باھر جانے کا راستہ معلوم ھونے میں کوئی دشواری نہ پیش آ

کیا تم مجھے اس پستول کا لائیسنس دکھا سکتی ھو؟ عمران نے کہا

نہیں پروین نے سخت لہجے میں کہا لیکن.... تم اس کی اطلاع پولیس کو شوق سے دے سکتے ھو

گھر سے یہاں تک پیدل آیا ھوں عمران نے مغموم لہجے میں کہا

آج شاید اس کے ستارے ھی خراب تھے صبح سے اب تک کوئی کام نہیں بنا تھا اور ویسے اسے اس بات کا اندازہ ضرور ھو گیا تھا کہ پروین توقعات سے بڑھ کر ذھین اور چالاک ھے لیکن وہ اس واقعہ کا سبب اپنے پستول کو سمجھتی ھے

عمران خاموشی سے اسے دیکھتا رھا پروین بھی خاموش تھی شاید وہ کچھ سوچ رھی تھی

تھوڑی دیر بعد اس نے کہا، اچھا اگر یہ پستول میں نے غیر قانونی طور پر رکھ چھوڑا ھے تو تم میرا کیا کرو گے؟

کبھی تمھاری طرف رخ بھی نہ کروں گا.... عمران اپنے دونوں کان پکڑ کر بولا

کیوں؟

جو عورتیں بغیر لائیسنس کا ریوالور رکھتی ھو بھلا وہ کیا جانیں کہ تیر نظر.... اور درد جگر کیا چیز ھے

بکواس مت کرو پروین شرمیلے انداز میں مسکرائی

بس میں آخری بار کہہ رھا ھوں.... کہ مجھے اس ریوالور کے بارے میں مطمئین کر دو

پروین تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رھی پھر اٹھی اور ایک سوٹ کیس کھولا

چند لمحے کپڑوں کی تہیں الٹتی رھی.... پھر ایک لفافہ لے کر عمران کے قریب آئی

یہ رہا لائیسنس.... اس نے کہا، میرے باپ کو پہلی جنگ عظیم میں بہترین فوجی خدمات کے صلے میں چند مراعات ملی تھیں ان میں سے پستول کا لائیسنس بھی ھے جو نسلا بعد نسلا ایک دوسرے کی طرف منتقل بھی ھو سکتا ھے

عمران نے لفافہ اس کے ھاتھ سے لے کر لائیسنس نکالا اسے غور سے دیکھتا رھا اور پھر واپس کرتا ھوا بولا

مجھے یقین ہے

پھر۔۔۔ پروین نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

پھر۔۔۔۔ کیا بتاؤں عمران نے سر جھکایا۔۔۔ میں نے تمھارے پرس میں ریوالور دیکھ کر تمیارے متعلق غلط اندازہ لگایا تھا

اب کیا خیال ہے

مجھے افسوس ہے

لیکن تمھیں میری اتنی فکر کیوں پڑی ہوئی تھی اور اس وقت اس بھیس میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔

اس جملے میں دو سوال ہیں عمران کچھ سوچتا ہوا بولا پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ مجھے تم پر رحم آتا ہے اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں تمھاری حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

میں اس پورے جملے کا مطلب نہیں سمجھی۔ پروین نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

مجھے تم پر اس لئے رحم آتا ہے کہ تم فیاض سے واقف نہیں۔ دو تین ماہ بود وہ تمھیں بھی رخصت کر دے گا۔

یعنی کہیں اور تبادلہ ہو جائے گا پروین نے کہا کیا حرج ہے۔۔۔ میں سرکاری ملازمت چاہتی ہوں۔

لیکن تنخواہ اتنی نہیں ملے گی۔ جتنی فیاض کی ماتحتی میں مل رہی ہے۔

کیوں۔۔۔۔ نہیں یہ ضروری نہیں۔

قطعی ضروری ہے۔ یہی تو تم نہیں سمجھ سکتی۔ فی الحال تمھیں جو زیادہ الاؤنس مل رہے ہیں ان کا تزکرہ سرکاری کاغزات میں نہیں ملے گا۔ وہ سب کچھ فیاض اپنی جیب سے ادا کرتا ہے۔

نہیں پروین کے لہجے میں حیرت تھی۔

مگر عمران نے اندازہ کرلیا کہ وہ حیرت حقیقی نہیں مصنوعی ہے

دو چار ماہ وہ تمھیں رکھے گا۔۔۔ پھر کسی دوسرے شعبے میں جھونک دے گا۔ اور تم وہاں اکتا کر بھاگ نکلو گی

لیکن تمھیں پچھلی اسٹینو سے ہمدردی کیوں نہیں تھی

تم کیا جانو کہ نہیں تھی۔۔۔ ارے میں نے اس کے ساتھ بھی اپنا بہت سا قیمتی وقر برباد کیا تھا۔ مگر اتفاق سے وہ بھی تمھاری طرح ضدی اور ناسمجھ تھی۔

پروین کچھ سوچنے لگی۔ آہستہ آہستہ اس کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

پھر شدید ترین غصے کی ساری علامتیں اس کے چہرے پر نظر آنے لگیں اور اس نے دانت پیس کر کہا۔

اگر یہ حقیقت ہے تو میں مزہ چکھا دوں گی فیاض صاحب کو

تم اس کا کیا کرلو گی عمران ہنس پڑا۔

اس کا جواب تو وقت ہی دے گا۔۔۔ وہ کوئی اور رہیں ہوں گی۔۔۔ جو چپ چاپ ذبح ہوں گئیں۔ میرے ساتھ اس قسم کی حرکت کر کے فیاض صاحب خسارے میں ہوں گے۔

تم کچھ نہ کرسکو گی وہ بڑا آدمی ہے

خیر تم مجھے خواہ مخواہ غصہ نہ دلاؤ۔۔۔ تم دیکھ لو گے کہ میں کیا کرسکتی ہوں۔

صبر کرنے کہ علاوہ اور کچھ نہ کرسکو گی۔۔۔ خیر۔۔۔ اس مسئلہ پر بحث نہیں کرنا چاہتا ایک دن تم خود ہی محسوس کرو گی کہ میں غلطی پر نہیں تھا۔

تم بھیس بدل کر کیوں آئے تھے

ہاں اس مسئلے پر تین گھنٹے تقریر کرسکتا ہوں۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا سب سے پہلے تم اپنے مطعلق کچھ سنو میں نے تمھیں پہلے پہل دیکھا اور نا جانے کیا۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔ وہ ہو گیا۔۔۔ بات دراصل یہ ہے کی کک۔۔۔ کہ۔۔۔ عمران نے شرما کر سر جھکا لیا پھر اپنے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے بولا بکواس۔ ۔۔ عمران۔۔۔ پلیز۔۔۔ شٹ اپ۔۔۔ ہاں تو جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم اپنی پہلی ملازمت میں یہاں سے زیادہ پیسہ کماتی تھیں تو مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ میں سمجھا شاید تمھیں فیاض سے وہ ہو گئی ہے۔۔۔ کیا کہتے ہیں۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔ لل لاحول۔۔۔ وہاں پھر میں نے تمھاری پرس میں پستول دیکھا اور میری خلش بڑھ گئی۔۔۔ میرا خیال تھا کہ تم کسی جرائم پیشہ گروہ سے تعلق رکھتی ہے اور فیاض کی ماتحتی میں کام کرنا کسی حاص غرض پر مبنی ہے مگر میں تو بالکل بدھو نکلا۔۔ ۔۔ ہاہا۔۔۔ کیا حیال ہے

پروین کافی دیر تک اسے حاموشی سے دیکھتی رہی۔ پھر بولی۔

فرض کرو میں کسی جرائم پیشہ گروہ سے تعلق رکھتی ہوں۔۔۔ تو تم کیا کرتے

آمدنی۔۔۔ میرا خرچ اسی سے چلتا ہے۔۔۔ میں بڑے بڑے جرائم پیشہ لوگوں کو بلیک میل کر کے اچھی رقم بنا لیتا ہوں۔۔۔ کیا فیاض نے تمھیں میرے متعلق کچھ نہیں بتایا

یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی فیاض صاحب نے آپ کو چھوٹ دے رکھی ہے

مجبور ہے بیچارہ۔۔۔۔ بس یہ سمجھ لو کہ میں اس کو بھی بلیک میل کرتا ہوں۔۔۔۔ کای تم سمجھتی ہو کہ قانعن کے محافظوں سے جرائم سرزد نہیں ہوتے۔ فیاض کے چند جرائم سے میں واقف ہوں۔۔۔۔ نہ صرف

واقف ہوں بلکہ ثبوت بھی بہم پہنچا سکتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ فیاض صاحب میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔

بہت خطرناک آدمی ہوں پروین آہستہ سے بولی کسی دن کوئی دل جلا تمھیں گولی مار دے گا۔

بڑھاپے سے قبل یہ ناممکن ہے اور اس سال تک کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا۔۔۔ یہ لو اپنا پستول سنبھالو

عمران نے پستول اس کی طرف اچھال دیا پھر مسکرا کر بولا اسے مجھ پر خالی کر دو اگر ایک بھی گولی میرے جسم کے کسی حصے پر پڑ جائے تع پانچ ہزار کا چیک اسی وقت مجھ سے لے لو

پروین ہنسنے لگی اور پھر بولی۔۔۔ تم جانتے ہو کہ یہ میں نہ کر سکوں گی۔

تم قطعی کر سکتی ہو عمران نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ میں جیل سے بھاگے ہوئے کسی قیدی کے میک اپ میں ہوں۔ تم میری موت کہ بعد آسانی سے یہ بیان دے کر گلوخلاصی حاصل کر سکتی ہو کہ میں نے تم پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔

پروی نے اس کا یہ جملہ سچ مچ حیرت سے سنا۔۔۔ اس بار حیرت ظاہر کرنے کا انداز مصنوعی نہیں تھا

چلو شروع ہو جاؤ

پروین پھر ہنس پڑی اور پھر کہا۔

فرض کرو۔۔۔ تم پر ایک بھی گولی نہ پڑی۔ لیکن فائروں کی آواز سن کر پڑوسی آ گئے۔۔۔ پھر تم کیا کرو گے۔۔۔ ایک مفرور قیدی کی حیثیت سے تمھاری حجامت نہ بن جائے گی

تم واقع بہت ذہین ہو۔۔۔ عمران نے حیرت سے کہا۔۔۔ میں نے اس کے متعلق سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔ ۔اچھا خیر۔۔۔ میں تمھیں دوسرا حربہ دیتا ہوں

عمران نے اپنے کرتے کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک عجیب وضع کا ریوالور نکالا اور اسے پروین کی طرف بڑھاتا ہوا بولا یہ با آراز ریوالور ہے۔۔۔ اس میں چھ گولیاں ہیں ڈرو نہیں۔۔۔ فیر کرو بے تکلف

پروین ریوالور کو ہاتھ میں لے کر الٹنے پلٹنے لگی۔ لیکن انداز سے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ عمران کی تجویز پر عمل کرے گی۔

کیا اس کا لائیسنس ہے تمھارے پاس۔۔۔ اس نے پوچھا۔

نہیں مجھے لائیسنس کون دے گا

اس کا باوجود بھی تم خود کو ایک شریف شہری سمجھتے ہو

جو لوگ مجھے نہیں جانتے۔۔۔ وہ یہی سمجھتے ہیں۔ عمران نے لا پرواہی سے کہا۔

اچھا اب خیریت اسی میں ہے کہ تم چپ چاپ یہاں سے چلا جاؤ

تو تم مجھ پر فائر نہیں کرو گی

نہیں

بڑی ڈرپوک ہو۔۔۔ جب ہمت کا یہ عالم ہے تو پھر پرس میں پستول لئے پھرنے کا کیا فائدہ

دیکھو گے میری ہمت

کیا دکھاؤ گی۔۔۔ عمران مایوسانا انداز میں سر ہلا کر بولا۔

اچھا تو تیار ہو جاؤ۔۔۔ میں فائر کروں گی۔۔۔ مگر ٹھرو پہلے اس کا امتحان کر لوں۔

اس نے مینٹل پیس پر رکھے ہوئے گلادان کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا۔ گلدان کے پرخچے اڑ گئے۔

تیار۔۔۔ اس نے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا

بالکل تیار۔۔۔ عمران کسی بت کی طرح بے حس و حرکت کھڑا رہا۔

پروین نے پے درپے پانچ فائر کیئے۔ عمران گویا ہوا میں اڑ رہا تھا۔ اس کے پیر زمین پر لگتے معلوم ہی نہیں

ہوتے تھے۔

پانچ مختلف جگہوں پر دیوار کا پلاسٹر اڑ گیا تھا۔

اب کیا خیال ہےعمران سعادتمندی سے اپنا سر کھجاتا ہوا بولا۔

خدا کی قسم۔۔۔میں۔۔۔کیا کہوں پروین بڑی طرح ہانپ رہی تھی اس کے برخلاف اتنی اچھل کود کے بعد بھی عمران کی ظاہری حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی تھی۔

تم کی۔۔۔اچھے اچھے کچھ نہیں کہ سکتے ہاں

پروین اپنے بستر پر اٹھ گئی۔۔۔۔چند لمحے عمران کو گھورتی رہی۔ پھر بولیان صالحتیوں کے باوجود بھی تم کوئی ڈھنگ کا کام نہیں کر سکتے۔ باپ کا نام بدنام کرتے پھرتے ہو

لعنت ہے تم پر۔۔۔عمران جھلا گیا۔۔۔تم بھی شریف آدمیوں کی سی بکواس کرنے لگی اگر آئندہ میرے سامنے باپ کا حوالہ دیا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔۔۔ہاں

اچھا تمھارے ساتھ کوئی اینگو برمیز لڑکی بھی رہتی ہے

اس نہیں رہتی۔۔۔اس میں بھی شرافت کے تھورے بہت جاثیم پائے جاتے ہیں۔۔۔۔اس مئے میں اسے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔۔۔شروع میں سمجھا تھا کے میرے کام کی ہے

تم نے فیاض کے لئے اکثر کام نپٹائے ہیں۔

بہت دنوں سے ایسی کوئی غلطی نہیں کی۔۔۔۔اور نہ آئندہ کرنے کا ارادہ ہے۔

مجھے سراغ رسانی سے بڑی دلچسپی ہے۔ پروین نے کہا یہی وجہ ہے کہ میں اس ملازمت کے پیچھے دوڑتی تھی۔

غالبا یہ دلچسپی جاسوسی ناولوں کی رہین منت ہے۔۔۔۔کیوں۔۔۔

نہیں میں نے اس فن پر ٹیکنیکل کتابیں پڑھیں ہیں۔

اچھا۔ اب میں جاؤں عمران نے اٹھنے کا اردہ کرتے ہوئے کہا۔

نہیں اب تم جتنی دیر چاہو۔۔بیٹھ سکتے ہو

وقت برباد کرنے سے کیا فایئدہ عمران نے مضمحل آواز میں کہا۔۔۔۔میں جس کام کے لئے آیا تھا وہ نہ ہو سکا۔ میں سمجھا تھا کہ تم اپنے مطلب کی ہو لیکن تم بھی شریف نکلی۔

فرض کرو میں شریف نہیں پھر۔۔۔۔

نہیں فرض کروں گا۔۔۔اتنی دیر فرض کرتے رہنے سے مجھے کیا فائدہ پہنچا ہے

بیٹھو۔۔۔بیٹھو۔۔۔۔کیا تم مجھے یہ فن سکھا دو گے

کون سا فن

یہی گولیوں سے اس طرح بچنا۔۔۔۔پروین بولی۔۔۔۔میں نے اس کے متعلق صرف سنا تھا۔

کہاں سنا تھا۔۔۔۔۔۔یہ فن عام نہیں ہے

ایک بین الاقوامی مجرم سنگ ہی اس کا ماہر تھا۔

بس یقین کرو کہ سنگ ہی کے بعد عمران ہی رہ جاتا ہے۔۔۔۔تیسرا کوئی شاید ہی نکلے۔۔۔۔یہ فن میں نے اسی دو غلے چینی سے سیکھا تھا۔

کب۔۔۔کہاں

لندن میں۔۔۔۔وہاں میری مڑبھیر ایک مشہور قاتل اورڈاکو مکالارنس سے ہوگئی تھی۔۔۔۔۔سنگ ہی ان دنوں لندن میں موہیم تھا۔ میں نے سنگ ہی اور مکالارنس کو آپس میں لڑوا کر اپنا الو سیدھا کر لیا۔

کیوں جھک مار رہے ہو۔۔۔سنگ ہی وہ آدمی تھا جس نے کرنل فریدی جیسے آدمی کو تھکا مارا تھا۔

میں وہ آدمی ہوں جس نے سنگ ہی جیسی مکار آدمی سے ایسا مشکل فن حاصل کیا تھا ویسی کرنل فریدی سے

بہت زیادہ مرعوب معلوم ہوتی ہو۔

یقیناً کرنل فریدی کی ذہانت کو کون پہنچ سکتا ہے۔

ارے جاؤ۔۔۔ادھر دیکھو میرا نام عمران ہے میرے ہتھے کبھی چڑھے یہ حضرت۔۔تو انہیں آرام کرنے کے لئے چھ مہینے کی چھٹی لینی پڑے گی۔

کیا تم کرنل فریدی سے زیادہ ہو۔۔۔پروین نے بڑا سا منہ بنا کر پوچھا

کم یا زیادہ کے متعلق میں نہیں جانتا۔۔لیکن کیا مجھے اپنی حماقتوں پر اتنا اعتماد ہے کہ کرنل فریدی کی۔۔ ساری ذہانت۔۔۔دھری رہ جائے۔۔۔سنگ ہی کو بھی۔۔۔میں۔۔۔۔چغد ہی سمجھتا ہوں جس نے کرنل فریدی کو نچا کر رکھ دیا تھا۔

اب مجھے بور نہ کرو۔۔۔میں جا رہا ہوں۔۔عمران اٹھتا ہوا بولا۔۔لاؤ میرا ریوالور

ریوالور ضبط پروین مسکرائی۔

مصیبت میں پھنس جاؤ گی۔۔اس کا لائیسنس تمھارے لائیسنس سے مختلف ہوگا۔

تمھارے پاس کون سا لائیسنس ہے

مگر میں کوئی شریف آدمی نہیں ہوں۔

پروین نے ریوالور اس کی طرف بڑھا دیا اور آہستہ سے بولی۔

ہم وقتاً فوقتاً ملتے رہیں گے۔

اس طرح ملنے ملانے کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہوتا۔عمران نے کہا اور اپنی چادر سمیٹ کر تیز قدموں سے چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

دوسری صبح عمران نے سب سے پہلے جولیانا فٹزواٹر کو فون کر کے پروین کی کڑی نگرانی کے لئے تاکید کی۔

پچھلی رات مجھ سے ایک غلطی ہوگئی جناب جولیا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

کیا ہوا

آپ نے کہا تھا کہ میں کیپٹن جعفری کو ریگل لاج سے ہٹا لوں۔۔۔لیکن میں بھول گئی۔

ویسے میرا خیال ہے کہ کیپٹن جعفری کی رپوٹ آپ کے لئے یقیناً کارآمد ہوگی۔

کیا رپوٹ ہے

پروین نے پونے بارہ بجے اپنے فلیٹ کا قفل کھولا تھا۔وہ تنہا نہیں تھی اس کے ساتھ لمبے قد کا ایک آدمی تھا۔۔۔جس کی شکل نہیں دیکھی جا سکی۔پروگرام کے مطابق ایک بجے سارجنٹ ناشاد نے کیپٹن جعفری کی جگہ لے لی۔سارجینٹ ناشاد کا بیان ہے کہ تقریباً دو بجے ایک مجہول سا آدمی پروین کے فلیٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔اور ایک گھنٹے بعد جب وہ فلیٹ سے باہر نکلا تو اندو کا کمرہ روشن نظر آ رہا تھا۔

لمبے آدمی کے متعلق کیا رپوٹ ہے جو پروین کے ساتھ آیا تھا عمران نے پوچھا۔

اس نے ساری رات فلیٹ میں گزاری تھی اور ٹھیک پانچ بجے وہاں سے نکلا تھا۔

:ناشاد نے اس کا تعاقب کیا تھا

تعاقب تو کسی کا بھی نہیں کیا گیا۔۔۔آپ کے احکامات صرف نگرانی کے لئے تھے۔

اپنی عقل بھی استعمال کرنی چاہیئے۔۔۔۔عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ناشاد سے غلطی ہوئی مگر وہ تنہا تھا وہاں سے دو آدمی نکلے تھے۔

خیر۔۔۔فی الحال کچھ نہیں وہاں تم پر تم تین آدمی لگاؤ۔۔۔

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔۔۔وہ اس لئے آدمی کے متعلق سوچ رہا تھا۔جعفری اور ناشاد کی رپوٹ کا یہ مطلب تھا کہ وہ لمبا آدمی اس وقت بھی فلیٹ میں موجود تھا جب اس نے پروین کو اپنے کرتب دکھائے

تھے۔ اوراس کے خلاف اپنی تگ دو کی یہ وجہ قرار دہ تھی کہ اس نے اس کے پرس میں پستول دیکھ لیا تھا۔

وہ لمبے آدمی کے متعلق سوچتا رہا۔ جس کی شکل نہ جعفری دیکھ پایا تھا نہ سارجنٹ ناشاد۔۔۔ مگر وہ آدمی بوڑھی داڑی والا نہیں ہوسکتا تھا۔۔۔ وہی مشتبہ آدمی جس کے ساتھ پروین کو دیکھ کر عمران اس کے پیچھے لگ گیا تھا۔

وہ سوچتا رہا لیکن کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔

دفعتا فون کی گھنٹی بجی اور عنران نے ریسیورا ٹھالیا۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے کہا کہ وہ کیپاتن فیاض ہے۔

پھر گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا

عمران فورآ دیگل لاج پہنچو پروبین قتل کردی گئی۔۔۔ تمھارا آنا ضروری ہے۔ میں انتضار کررہا ہون۔

قبل اس کے کہ عمران کچھ کہتا۔ دوسری طرف سے سلسہ منطقع کردیا گیا۔ عمران نے بہت بڑا سامنہ بنایا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اسے قدم قدم پر شکست ہورہی تھی۔

اس نے بری تیزی سے لباس تبدیل کیا۔ نچھ آ کر گیراج سے کار نکال اور ریگل لاج کیطرف روانی ہو گیا۔ راستے بھر وہ عجیب طرح کی الجھن میں مبتلا رہا۔ اس میں اس کی چھٹی حس کو بھی دخل تھا۔ ریگل لاج کے سامنے پہنچ کر اس نے کار روک دی لیکن وہاں اسے کسی غیر فطری بات کا حساس ہوا۔ اور وہ بات اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھی کہ ریگل لاج کے قرب و جوار معمول پر تھے۔ کہیں بھی اسے کوئی پولیس مین دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے واپسی کے لئے کار موڑی ہی تھی کہ سامنے سے فیاض کی کار آتی ہوئی دکھائی دی۔۔۔ اسکے پیچھے پولیس کار تھی۔

عمران کو اپنی کار روک دینی پڑی۔ اس نے سوچا۔ یقیناً وہ کسی جال میں پھنسنے والا ہے۔ کیونکہ فیاض نے فون ہی پر کہا تھا کہ ریگل لاج میں موجود ہے۔۔۔ فیاض کار سے یتر کر اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا کیا بات ہے

بات میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ مجھ سے کہا کہ میں ریگل لاج میں موجود ہوں اور خود اب تشریف لا رہے ہیں۔

میں نے۔۔۔ تمھارا دماغ تو نہیں چل گیا۔ ویسے ابھی ابھی کسی نامعلوم آدمی نے مجھے فون پر کہا تھا کہ پروین اپنے فلیٹ میں قطل کردی گئی ہے

لیکن مجھ سے کیپٹن فیاض نے کہا تھا کہ میں ریگل لا میں موجود ہوں۔ پروین قتل کرسی گئی ہے فورآ آؤ

تم اس فلیٹ میں گئےتھیفیاض نے اسے گھور کر پوچھا۔

نہیں میں نے جب ہیاں پولیس کی گاڑی نہیں دیکھی تو سمجھا کہ شاید کسی نے مزاق کیا ہے۔۔۔ واپس جا رہا تھا کہ تم آگئے

اچھا تم یہیں ٹھرو۔۔۔۔۔۔ میں اوپر جا رہا ہوں۔ میری واپسی تک تمھیں یہں رکنا پڑے گا۔

فیاض نے پچھلی کار والے انسپیکٹر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور آگے بڑھ گیا۔

عمران اپنی کار موڑ ہی چکا تھا۔ جیسے ہی فیاض نظروں سے اوجھل ہوا۔ وہ نکل بھاگا۔ دہسری کار میں بیٹھے ہوئے کانسٹیبلوں نے ان کی گفتگو سنی تھی ورنہ شاید عمران اتنی آسانے سے گلوخلاصی حاصل نہ کرسکتا۔

وہ اندھا دھند اپنی کار دوڑائے لئے جا رہا تھا۔

اس نے بھاگ نکلنے کا فیصلہ بڑی جلدی مُں کیا تھا۔

اسے یقین تھا کہ پروین قتل کردی گئی ہے۔ اسی لئے وہ بھاگ نکلا۔ وہ جانتا تھا کہ جس نے بھی اسے قتل کیا ہے۔۔۔ وہ اس سلسلے میں اسے پھنسانا چاہتا ہے۔ ورنہ فیاض کی طرف سے فون کیوں کیا جاتا۔ اور

فیاض کو کسی گمنام آدمی سے فون کیوں وصول ہوتا عمران سوچ رہا تھا کہ وہ یقیناً پھنس جائے گا۔ کیونکہ وہاں کی ایک کرسی پر اس کی انگلیوں کے نشانات ملیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ پروین کی پستول پر بھی اس کی ینگلیوں کے نشانات موجود ہوں۔ یقیناً محفوظ ہوں گے۔ کیونکہ انہیں نشانات کی بناء پر کسی نامعلم آدمی نے اسے پھنسانے کی کوشش کی ہے۔ پروین کے فلیٹ کے نشانات یقیناً پولیس کو چکرا دینے والے ہوں گے۔ کیونکہ گولیوں کے چھ نشانات بھی دیوار پر موجود ہوں گے۔۔۔۔

لیکن اسے پھر پروین کا پستول یاد آ گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی ہی پستول سے قتل کی گئی ہو اور اس پستول پر خود اس کی ینگلیوں کے نشانات پائے جائیں گے۔

عمران بے تحاشا کار چلا رہا تھا۔ اس وقت اس کی حیثیت بالکل مجرموں کی سی تھی کیونکہ وہ بحیثیت ایکس ٹو منظر عام پر نہیں آ سکتا تھا۔

گھر پہنچ کر جلدی سے اس نے وہ فون تار سے الگ کیا جس کے نمبر ڈائرکٹری مُں نہیں تھے۔ اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا جس سے اکثر وہ اپنے ماتحتوں سے بات کیا کرتا تھا۔ اس نے بڑی تیزی سے انہیں ین صندوق میں ڈالا جس میں میک اپ کا سامان رہتا تھا۔ وہ صندوق کو بیٹھائے ہوئے نیچے آیا۔

تین یا چار منٹ کے اندر ہی اندر اس کی کار پھر سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ لیکن جلدی ہی سرخ ویرانے کی طرف ہو گیا۔

فیاض ٹھیک سات بجے شام کو عمران کی باپ رحمان صاحب کی کوٹھی میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پے گہرے تفکر کے آثار تھے۔

نوکر اسے ڈرائینگ روم میں بٹھا کر اطلاع دینے اندر چلا گیا۔

رحمان صاحب جلد ہی آ گئے۔ فیاض نے انہیں دیکھ کر اٹھنا چاہا۔

بیٹھو۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ کیا خبر ہے؟ رحمان صاحب نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

کیا عرض کروں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔

کیا بات ہے؟

مقتولہ کے کمرے میں کرسی پر عمران کی انگلیوں کے نشانات ملے ہیں۔ نہ صرف کرسی پر۔۔۔ بلکہ ایک نشن پستول پر بھی ہے۔ اسی پستول پر جس سے وہ قتل کی گئی۔ وہ۔۔۔ پستول پروین ہی کا تھا۔ وہ اس کا لائیسنس رکھتی تھی۔ مجھے پہلے سے بھی اس کا علم تھا کہ وہ ایک پستول رکھتی ہے۔ اب آپ فرمایئے کہ میں کیا کروں؟

میں کیا بتاؤں۔۔۔ جو تم مناسب سمجھو۔۔۔ اگر عمران گرفت میں آتا ہے تو میں اس کی سفارش نہیں کروں گا۔

مگر جناب میرے اور اس کے تعلقات۔۔۔ میں کیسے گوارا کروں۔ بہتر ہے کہ آپ میرا تبادلہ کروا دیں۔

اس تجویز پر میں تمہیں معطل کر سکتا ہوں۔ رحمان صاحب نے غصیلی آواز میں کہا۔ تم فرض کی ادائیگی سے پیچھے ہٹ رہے ہو۔۔۔ اگر عمران مجرم ہے تو نہ تو رحمان کا بیٹا ہوسکتا ہے اور نہ تمہارا دوست۔۔۔۔ سمجھے؟

اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور رحمان صاحب نے اٹھ کر ریسیور اٹھا لیا۔

یہاں کیپٹن فیاض ہے دوسری طرف سے آواز آئی۔

کون عمران تم کہاں سے بول رہے ہو؟

میں اس کی اطلاع ڈائیریکٹر جنرل صاحب کو ہرگز نہیں دے سکتا۔۔۔ ریسیور فیاض کو دے دیجیئے۔

یہاں فیاض نہیں ہے۔ رحمان صاحب نے غصیلی آواز میں کہا۔

پھر بتلایئے کہ میں کیوں نہ جھوٹ بولوں۔ عمران کے لہجے میں بڑی سعادتمندی تھی۔

شٹ اپ۔۔۔ سنو۔۔۔ بیہودے۔۔۔۔ رحمان صاحب نے چیخ کر کہا اور ریسیور فیاض کی طرف بڑھا دیا

۔

ہیلو۔ فیاض گلا صاف کرتا ہوا بولا۔

فیاض۔ عمران نے دوسری طرف سے کہا۔ یہ قتل تین اور پانچ کے درمیان ہوا ہے اور اس وقت میں اپنے فلیٹ میں بے خبر سو رہا تھا یعنی کہ گدھے بیچ کر۔۔۔ ا ج کل گھوڑے تو ملتے نہیں۔

تم کہاں سے بول رہے ہو؟

کل بتاؤں گا۔ لیکن ا خر تم فلیٹ میں کسی تیسرے ا دمی کی موجودگی کے امکانات پر غور کیوں نہیں کرتے ؟ میری انگلیوں کے نشنات کو بھول جاؤ۔ میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ پستول پر میری انگلیوں کے نشانات ملے ہوں گے۔ مگر یہ سوچو کہ غیر معمولی حالات میں مجھ سے ایسی غلطی سرزد ہو سکتی ہے۔۔۔ کیوں؟

مگر تمہاری انگلیوں کے نشانات کیوں؟

میں دو بجے سے تین بجے تک اس کے فلیٹ میں رہا ہوں اور اسے زندہ چھوڑ کرا یا تھا۔

تم وہاں کیوں گئے تھے۔؟

اسے قتل کرانے۔۔۔ اگر میں وہاں نہ جاتا تو وہ قتل نہ کی جاتی۔

یعنی؟

وہ جن لوگوں کے لیئے کام کر رہی تھی انہیں شاید علم ہو گیا ہے کہ میں اس کی اصلیت معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

تم نے اسے نہیں قتل کیا؟ فیاض بولا۔

گھاس کھا گئے ہو تم شاید۔ عمران نے دوسری طرف سے کہا۔ بھلا میں اسے کیوں قتل کروں گا؟

اچانک رحمان صاحب بولے۔ اسے باتوں میں الجھائے رکھو۔۔۔ میں دوسری فون پر معلوم کرتا ہوں کہ یہ کہاں سے بول رہا ہے۔

رحمان صاحب کمرے سے چلے گئے۔ عمران دوسری طرف سے کہہ رہا تھا۔ ایک لمبا ا دمی جو اصل میں شکار ہے جو اپنا داہنا پیر زمین پر رکھتے وقت بائیں پیر پر زور دیتا ہے۔ اس وجہ سے اس کی چال میں ہلکی سی لڑکھراہٹ محسوس ہوتی ہے۔

وہ کہاں ملے گا؟

تمہارے بڑے بھائی کی سسرال میں۔ عمران جھلا کر بولا۔

پیارے عمران زرا ڈھنگ کی بات کرو۔

ا ہا۔۔۔ بہت بیتکلفی سے گفتگو کر رہے ہو۔ کیا والد صاحب قبلہ کمرے سے تشریف لے گئے۔۔۔۔ ا ہا یں بھی کتنا احمق ہوں۔ وہ یقیناً تشریف لے گئے ہوں گے۔ ایکسچینج سے معلوم کریں گے کہ میں کہاں سے بول رہا ہوں۔۔ سنو فیاض دارلنگ بلکہ سویٹ ہارٹ میں پبلک بوتھ نمبر سے بول رہا ہوں۔ اب چلا شب بخیر والد صاحب سے کہہ دینا کہ ان کی صلاحیتیں مجھ میں منتقل ہونے کے بعد کچھ تگڑی ہو گئی ہیں۔۔ ہاں۔۔۔ ٹاٹا۔

ارے سنو تو سہی۔۔۔ وہ۔۔۔ میں۔۔۔ تم۔ فیاض ہکلاتا ہی رہ گیا۔ اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

ٹھیک اسی وقت رحمان صاحب نے کمرے میں داخل ہو کر کہا۔ پبلک بوتھ پھر اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ یہ کیا۔۔۔ میں نے تم سے کہا تھا سے روکے رکھنا۔

جناب عالی میں کیا عرض کروں۔

عرض کیا کرو گے خاک۔۔۔تم سے اتنا بھی نہ ہوسکا اور اتنی زمہ دار پوسٹ ہولڈ کرتے ہو۔۔۔تمہیں شرم آنی چاہیئے۔

وہ مجھ سے کہیں زیادہ ذہین ہے۔فیاض نے مرہ سی آواز میں کہا۔

بیکار بکواس۔

فیاض کچھ نہ بولا۔۔رحمان صاحب خفا ہوتے رہے۔کیا تم اس عہدے کے لائق ہو۔۔۔بتاؤ۔۔بولتے کیوں نہیں۔

میں نے روکنے کی کوشش کی تھی باتوں میں الجھایا تھا لیکن بیخیالی میں تھوڑا ابیتکلف ہوگیا۔بس اسی پر وہ کھٹک گیا کہنے لگا کیا والد صاحب کمرے سے تشریف لے گیئے ؟تم بڑی بے تکلفی سے گفتگو کر رہے ہو۔۔۔ضرور تشریف لے گئے ہوں گے تا کہ ایکسچینج سے معلوم کر سکیں میں کہاں سے بول رہا ہوں۔پھر اس نے بتایا کہ وہ پبلک بوتھ نمبر سے بول رہا ہے۔۔۔اب آپ ہی بتایئے اتنی زرا سی بات پر وہ کھٹک گیا۔

رحمان صاحب لچھ نہیں بولے چند لمحے خاموش رہے۔

پھر انہوں نے کہا، میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔تین دن کے اندر اندر اسے حاضر کرو۔

میں انتہائی کوشش کروں گا جناب۔

تمہیں ارو کچھ کہنا ہے؟

جی نہیں فیاض اٹھتا ہوا بولا۔اب اجازت دیجیئے۔

میک اپ کے باوجود بھی آدمی اپنی آنکھوں کی بناوٹ اور چلنے کے انداز سے پہچنا جا سکتا ہے۔لہزا عمران کو آنکھوں کی خاص فکر تھی۔اس کے لیئے اس نے تاریک شیشوں کی عینک استعمال کی تھی۔رہ گئی چال۔۔۔اس کا بدل دینا عمران کے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔وہ جانتا تھا کہ جسم کے کن حصوں پا طاقت صرف کرنے سے چال بدل سکتی ہے۔لہزا چال سے اسے پہچان لینا کوئی آسان کام نہیں تھا۔

اسے اس لمبے آدمی کی فکر تھی جو چلتے وقت داہنا پیر زیادہ زور سے سمین پر رکھتا تھا۔۔۔جس کی وجہ سے چال میں ہلکی سی لنگراہٹ کا احساس ہوتا تھا۔سارجنٹ ناشاد کی رہورٹ کے مطابق ایسا ہی ایک آدمی پروین کے فلیٹ سے نکلا تھا اور اس آدمی کے متعلق بھی یہی رپورٹ تھی۔۔۔جو کرنل زیدی کی جگہ محکمہ خارجہ کے دفتر میں کا کرتا رہا تھا۔۔۔خود کرنل زیدی۔کے متعلق عمران نے ہیڈ کواٹر سے بہتیر معلومات ھاصلی کی تھیں۔کرنل زیدی لمبے قد کا آدمی ضرور تھا لیکن اس کی چال میں لنگراہٹ نہیں تھی۔عمران نے سوچا کیوں نہ ریکسٹن اسٹریٹ کے آسیب زدی مکان میں قسمت آزمائی جائے۔لیکن پھر اسے تنویر کی بیہوشی کا واقع یاد آیا۔اور اسے یہ خیال ترک کرنا پڑا کہ وہ اب بھی ریکسٹن اسٹریٹ والے مکان میں ان لوگوں کا کچھ سراغ پا سکے گا۔

پھر وہ کیا کرے؟

یہ ایک مشکل سوال تھا۔فیالحال کوئی مشتبہ آدمی بھی اس کی نظر میں نہیں تھا۔ایسے حالات میں منتطقی شعور پر انحصار کرنا فضول ہی تھا۔لہزا عمران نے نتائج اخز کرنے کے لیئے منطق کو بیکار ہی سمجھا۔۔۔اور اسی مقصد کے حصول کے لیئے تخیل کا سہارا ڈھونڈنے لگا۔۔۔۔لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اس نے محسوس کیا کہ اس سے بھی کام نہ چلے گا۔

اس کے آٹھوں ماتحت بھی اس دراز قد آدمی کی تلاش میں تھے مگر ابھی تک انہیں کامیابی نہ ہوئی تھی۔

دراز قد آدمی کے خلاف اب تک دو جرب ثابت ہو چکے تھے ایک تو یہ کہ وہ کرنل زیدی کے روپ میں محکمہ خارجہ مُن کام کرتا رہا تھا اور دوسرا یہ کہ ریوین کا قتل وہی تھا۔یہ بس منطقی گدا نہیں تھا بلکہ فنگر پرنٹ کے ماہرین اس کی تصدیق کر چکت ھے۔ پروین کے فلیٹ کے باتھروم کے دروازے پر پائے جانے والے

انگلیوں کے نشان اور محکمۂ خارجہ کی چند کرسیوں کے ہتھے پر ملے ہوئے چند نشان میں کوئی فرق نہیں تھا۔

عمران نے ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے جولیا واٹر کو فون کیا اور آج کل وہ اسی طرح اس سے دن بھر کی رپورٹ حاصل کیا کرتا تھا۔ جولیا دوسری طرف سے کہہ رہی تھی ہمیں ایک لمبے آدمی کا سراغ ملگیا ہے جو چلتے وقت داہنے پیر پر زور دیتا ہے اور چال میں ہلکی سی لنگراہٹ بھی محسوس ہوتی ہے۔ وہ کرنل نادر کے دفتر میں کام کرتا ہے اور اسی کی کوٹھی کے ایک حصے میں اسکا قیام بھی ہے۔ یہ کرنل نادر ایک ریٹائرڈ فوجی ہے ۔ پچھلے پانچ سال سے ایکسپوٹ اور

امپورٹ کرتا ہے۔ ٹیوی اسٹریٹ میں اسکا آفس ہے۔ اور کوٹھی۔۔۔ صفدر روڈ پر ہے۔۔۔ پندرہ صفدر روڈ۔۔

سب سے پہلے اسے کس نے دیکھا؟ عمران نے پوچھا۔

کیپٹن خاور نے۔

پھر تم نے بھی اسے دیکھا

جی ہاں میں نے بھی خاور ہی کی وطلاع پر اسے دیکھا تھا اور یہ حقیقیت ہے کہ وہ مطلوب آدمی سے سو فیصد مشابہہ ہے۔۔

نادر کے آفس میں وہ کام مرتا ہے؟

ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوسکا۔۔۔ ویسے اس کے متعلق تفصیلات حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

تنویر سے کیا کام لے رہی ہو؟

کچھ بھی نہیں وہ آرام کررہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ مجرموں کی نظر میں آگیا ہے۔ لہزا میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اس سلسلے میں اب اس سے کوئی کام نہ لیا جائے۔

تم واوی بہت ذہین ہو جولیا۔ عمران نے کہا۔

شکریہ لیکن میں اب ان تعریفوں سے خوش نہیں ہوتی۔

: کیوں؟

اب مجھے اسی حالت میں خوشی ہوگی جب آپ میرے قریب بیٹھ کر میری ذہانت کی تعریف کریں گے۔

ایسا شاید کبھی نہ ہوسکے۔

اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں خود ہی آپکو ڈھونڈ نکالوں۔

کھلی ہوئی اجازت ہے۔ عمران نے کہا شکریہ میں کوشش کروں گی۔

ابھی نہیں یہ فرصت کی باتیں ہیں۔ فی الحال ہمیں کام کرنا ہے۔

ساتھ ہی کام بھی ہوتا رہے گا جناب میرا خیال ہے کہ آپ بھی اس لمبے آدمی کو دیکھ لیں ممکن ہے ہم سے غلطی ہوئی ہو۔

خوب عمران بھرائی ہوئی آواز میں ہنسا۔ اس طرح تم مجھے ڈھونڈ نکالوگی۔ یعنی جو بھی کرنل نادر کے آفس یا اسکی کوٹھی کے گرد منڈلاتا ہوا نظر آجائے۔۔۔ وہ سو فیصدی ایکسٹو ہوگا۔۔ کیوں؟۔۔ یہی تدبیر سوچی ہے نا تم نے؟

جولیا ہنسنے لگی اور عمران نے کہا۔ کہیں اس بوڑھے کا ایکسٹو نا سمجھ لینا جو اس وقت بھی کرنل نادر کے آفس کے قریب موجود ہے۔

کیا۔۔۔ کوئی ایسا آدمی وہاں موجود ہے۔

ہاں۔۔۔ وہ کمبخت بہت چالاک ہے۔۔۔ اتنا چالاک کہ تم سے پہلے ہی اس کمبے آدمی کے چکر میں پڑگیا ہے۔

وہ کون ہے؟

عمران۔ عمران آہستہ سے بولا۔

عمران وہاں پہنچ گیا؟ جولیا نے حیرت سے کہا۔

ہاں اگر تم چاہو تو اسے پریشان کر سکتی ہو۔ کیونکہ فیاض نے اس کی گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا ہے۔

جی ہاں میں نے بھی سنا ہے۔۔۔ شاید پروین کے فلیٹ میں اس کی انگلیوں کے نشانات ملے ہیں۔ مجھے بڑے حیرت ہے کہ یہ ہر معاملے میں ہماری ہی لائین پر دوڑتا ہے۔

لیکن دوڑتا ہی رہ جاتا ہے اور میں فائدہ اٹھا لیتا ہوں۔ اس کا وجود فیاض کے لیئے کام دی ہو سکتا ہے۔۔۔ میرے لیئے نہیں۔

اچھا میں دیکھوں گی۔

لیکن اس کا خیال رہے کہ عمران کی گرفتاری ہمارے لیئے فائدے مند نہیں ثابت ہو گی۔ اسے پولیس کی دسترس سے دور ہی رہنا چاہیئے۔

مگر عمران پروین کے فلیٹ میں کیسے داخل ہوا تھا اپنے آدمی اسے نہیں دیکھ سکے تھے۔

آہا۔۔ کیا تمہیں وہ مجہول آدمی یاد نہیں جو دروازے کا شیشہ توڑ کر فلیٹ میں داخل ہوا تھا۔

کیا وہ عمران تھا؟۔۔۔ جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

ہاں وہ عمران تھا؟

پھر اس کا مطلب ہوا کہ قتل اسی کے ہاتھ رہا ہے۔

خدا جانے۔۔۔ میں ابھی اس کے متعلق نہی کہہ سکتا۔ لیکن اسے ضرور یاد رکھو کہ عمران کی گرفتاری سے ہم نقصان میں بھی رہ سکتے ہیں۔

تو کیا ہم پوشیدہ طور پر اس کی بھی حفاظت کریں۔ جولیا نے کہا۔

ہاں مگر اس طرح کہ اسے علم نہ ہونے پائے۔ وہ بیچارا نادانستہ طور پر ایکسٹو کے لیئے بڑی محنت کر رہا ہے۔

عمران نے کہا۔ اچھا اب میں تقریبا آدھے گھنٹے بعد تمہیں پھر فون کروں گا۔۔۔ ٹھہرو۔۔ ٹھہرو۔۔۔ سنو ایک تدبیر سمجھ آ رہی ہے۔ اس طرح سارا کام باآسنی ہو جائے گا۔۔۔ تم عمران کو دھمکاؤ کہ اس نے تمہارے ساتھ کام نہ کیا تو تم اسے گرفتار کروا دو گی۔۔۔ وہ اس پر مجبور ہا جائے۔۔۔ سمجھیں۔۔۔؟

جی ہاں۔۔۔ سمجھ گئی۔۔۔ لیکن اس کی پہچان کیا ہے؟

سفید اور گھنی داڑھی۔۔۔ آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینک ناک کے نچلے حصے پر گہری سرخی اور خفیف سا خم۔۔۔ وہ تمہیں کرنل نادر کے آفس کے سامنے والے ریستوران میں ملے گا۔۔۔ اچھا۔۔۔ بس۔

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو۔ اس نے جملہ پورا نہیں کیا تھا کہ عمران دمہ کے مریض کی طرح ہانپتا ہوا بولا بیٹھا جاؤ۔ بیٹھ جاؤ۔۔۔ اگر تمہیں دمے کی بیماری سے نفرت نہ ہو۔

جولیا بیٹھتی ہوئی اس کی رطف جھک کر بولی۔ قطعی نہیں۔ ایسی صورت میں نفرت کی ہی نہیں جا سکتی جب کسی جوان آدمی کو دمہ ہو۔

لڑکی تم میرے بڑھاپے کا مزاق اڑا رہی ہو۔ تم سے خدا سمجھے اور خدا کرے تم ابھی یونہی ہو جاؤ۔

ہاں میں بوڑھی ہو سکتی ہوں لیکن مجھے دمہ ہرگز نہیں ہو گا۔ میرے پھیپڑوں میں اتنا دم نہیں کہ میں زبردستی ہانپ سکوں۔

تم شاید پاگل ہو گئی ہو۔ عمران جھلا کر بولا۔ کیا ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟

اچھی طرح اگر میں امتہری داڑھی نوچ لوں تو کیسا رہے گا؟

تم مردہ نظر آؤ۔۔۔اور میں پھانسی کے تختے پر۔

بوڑھے ڈارلنگ۔ جولیا ہنس کر ولی۔ اسی فٹ پاتھ پر ایک ڈیوٹی کانسٹیبل ٹہل رہا ہے۔ کہو تو اسے بھی تماہری چائے میں شریک کر لوں؟

تم کیا بک رہی ہو لڑکی؟

ہاں۔۔۔ جولیا اسے گھورتی ہوئی بولی۔ تم کیپٹن فیاض کو دھوکا دے سکتے ہو مجھے نہیں؟

ارے باپ رے۔۔۔عمران اپنے پیٹ پر ہاتھ پھرینے لگا۔

اور جولیا ہنس پڑی۔

پھر اس نے کہا۔ کہو تو بلاؤں ڈیوٹی کانسٹیبل کو؟

ہم۔۔۔ہپ۔۔۔مجھے سوچنے دو۔

اچھی طرح سوچ لو۔ تمہیں یہاں اپنی موجودگی کی وجہ بھی بتانی پڑے گی۔ اور یہ بھی بتانا پڑے گا کہ تم پروین کے فلیٹ کا شیشہ توڑ کر کیوں داخل ہوئے تھے؟

ہائیں تم یہ بھی جانتی ہو؟ عمران بوکھلا کر بولا۔ میں تو دفن ہو گیا۔

نہیں۔ ابھی تو صرف دم اکھڑا ہے۔ قفن دفن میرے زمے ہوگا۔ جولیا مسکرائی

تم تو آج اس عورت کی طرح باتیں کر رہی ہو جس نے ہاتھی کی موت پر چیونٹی کو مبارکباد دی تھی۔

اس لمبے آدمی کا نام کیا ہے جو کرنل نادر کے دفتر میں کام کرتا ہے؟

بوائیے۔ عمران چیخا۔ ایک گلاس پانی۔۔۔ٹھنڈا ٹھار۔۔۔ اور پھر وہ بری طرح کھانسنے لگا۔

اس سے کام نہیں چلے گا۔ جولیا نے سنجیدگی سے کہا۔ تمہاری بچت اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہمارے ساتھ مل کر کام کرو۔

تمہارے سامنے تو ویسے ہی میرا کام تمام ہو جاتا ہے۔۔۔۔میں کام کیا کروں گا۔۔۔آہا۔۔۔کیا نام ہے جولیا واٹر۔

بکواس شروع کر دی تم نے۔۔۔بولو منظور۔۔۔یا کیپٹن فیاض کو فون کروں؟

کیا قصہ ہے۔۔۔آخر یہ سیکرٹ سروس والے مجھ پر اتنے مہربان کیوں ہو رہے ہیں؟

میری بات کا جواب دو۔

خیال برا نہیں ہے۔۔۔عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ آج کل میں اکیلا بھی بور ہو گیا ہوں چلو منظور ہے۔۔۔مگر ایک شرط پر۔۔۔

کیا شرط ہے؟

تمہیں میرے کہنے پر عمل کرنا پڑے گا۔ میں کسی کے احکامات کا پابند نہیں ہوں۔

جولیا فوراً ہی کچھ نہ بول پائی۔ کافی غور و فکر کے بعد اس نے کہا۔ چلو منظور۔

ویسے وہ سوچ رہی تھی کہیں بات ایکسٹو کی مرضی کے خلاف نہ ہو جائے۔

میرے کہنے پر عمل کرو گی۔ عمران نے کہا۔

ہاں۔۔۔کتنی بار کہوں۔

اچھا تو کرو۔۔۔میرے کہنے پر عمل کرو۔

کیا کروں؟

اپنے گالوں پر زور زور سے تھپڑ مارو۔

ہشت۔۔۔۔

پھر میں تم لوگوں کے ساتھ کام نہیں کر سکتا عمران نے سنجیدگی سے کہا دونوں آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے

تھے عمران نے دوبارہ کہا میرے کہنے پر عمل کرو

بے تکے مذاق مجھے پسند نہیں ھیں

تم نہیں مارو گی تو میں ھی رسید کردوں گا

شٹ اپ

لیکن دوسرے ھی لمحے میں عمران اس کے گال پر ایک تھپڑ رسید کرکے چیخا تجھے کرنل نادر کے دفتر میں ملازمت کرنی ھی پڑے گی

جولیا ہکا بکا رہ گئی اس کا ھاتھ چوٹ کھاھوگال پر تھا اور آنکھیں حیرت سے پھیلی ھوئی تھیں

عمران پھر گرجا تجھے کرنل نادر کے دفتر میں نوکری کرنی ھی پڑے گی

یہ کیا کر رھے ھیں آپ؟ ایک آدمی قریب ھی کی میز سے اٹھتا ھوا بولا

عمران کسی چڑچڑے بوڑھے کی طرح اس پر الٹ پڑا تم سے مطلب؟ میں نے اپنی لڑکی کو تھپڑ مارا ھے تم کون ھوتے ھو دخل دینے والے؟

جولیا خاموش بیٹھی رھی

مگر جناب یہ ظلم ھے.... ناشائستگی ھے اس نے عمران سے کہا

یہ ناشائستگی تم سے نہیں سرزد ھوئی.... اپنا کام کرو.... عمران ھاتھ جھٹک کر بولا پھر جولیا سے کہا اٹھو.... ابھی چلو.... ورنہ میں تم کو یہیں دفن کردوں گا

اب سارا معاملہ جولیا کی سمجھ میں آ گیا لیکن یہ طریقہ بڑا واھیات تھا وہ دل ھی دل میں عمران کو گالیاں دیتی رھی

تم نے نہیں سنا؟ عمران دانت پیس کر بولا

میں اس کے دفتر میں کام نہیں کروں گی وہ اچھا آدمی نہیں ھے

اچھا تو جہاں تمھارا دل چاھے مری رھو.... میری چھت کے نیچے واپس نہ آنا.... سمجھیں؟ میں بڑھاپے میں بھی اپنا پیٹ پالنے کےل محنت کرسکتا ھوں.... میری نظروں سے دور ھو جاؤ

ڈیڈی.... تم پاگل ھوگئے ھو.... یہاں اس طرح مجمع عام میں توھین کر رھے ھو اب میں تم پر تھوکنے بھی نہ آؤں گی جولیا اٹھنے لگی

لیکن اس آدمی نے آگے بڑھ کر کہا

محترمہ ذرا سن تو سہی.... یہ آپ سے کس نے کہہ دیا کہ کرنل نادر برے آدمی ھیں؟

پھر تم نے دخل دیا عمران جھلاھو لہجے میں بولا

مجبوراً دخل دینا پڑا کیونکہ میں ایک اچھے آدمی کے متعلق کسی کی بری رائے نہیں برداشت کرسکتا

ارے تو تم ٹھیکیدار ھو سارے زمانے کے؟ عمران نے میز پر ھاتھ مار کر کہا

کمرے کے سارے ھی لوگ ان کی طرف متوجہ تھے

نہیں.... کرنل نادر سے میرا تعلق ھے.... اس ل میں ان کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتا

کیا تعلق ھے؟

میں ان کی فرم کا اسٹنٹ مینجر ھوں

اوھو عمران یکلخت کھڑا ھو کر اس سے مصافحہ کرتا ھوا بولا معاف کیجئے گا جناب کرنل نادر کےل میں ذاتی طور پر کوئی برا خیال نہیں رکھتا.... یہ ابھی بچی ھے.... ناسمجھ ھے.... کسی نے کہہ دیا ھوگا کہ کرنل نادر برے آدمی ھیں آپ تشریف رکھنا.... جی ھاں.... اسی کرسی پر.... مجھے افسوس ھے جناب اپنے رویے پر.... مجھے معلوم ھوا تھا کہ کرنل نادر کے دفتر میں ایک ٹائپسٹ کی جگہ خالی ھے اے جولی.... بیٹھ

جاؤ.... میں تمھیں حکم دیتا ھوں

جولیا اپنا نچلا ھونٹ دانتوں میں دبا ھو بیٹھ گئی وہ اس وقت کافی حسین معلوم ھو رھی تھی

عمران کافی دیر تک بکواس کرتا رھا

اس آدمی نے کہا کہ فی الحال دفتر میں کوئی جگہ خالی نہیں ھے لیکن وہ جولیا کیلئے جگہ پیدا کرنے کی کوشش کرے گا

پھر وہ عمران کو وہیں بیٹھے رھنے کی تاکید کرکے جولیا کو اپنے ساتھ دفتر لے گیا جولیا کی واپسی آدھے گھنٹے بعد ھوئی.... مگر وہ تنہا نہیں تھی.... اس کے ساتھ نہ صرف وہ اسٹنٹ مینجر تھا بلکہ ایک دراز قد آدمی اور بھی تھا جس کے چلنے کا انداز دیکھ کر عمران نے ایک طویل سانس لی

مبارک ھو جناب اسٹنٹ مینجر نے عمران سے کہا یہ کل سے کام پر آئیں گی

شکریہ بہت بہت شکریہ اس نے گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ھو کہا.... اس کی آواز رقت آمیز ھو گی تھی....

میں عمر بھر آپ کا احسان یاد رکھوں گا

ساتھ ھی عمران نے یہ بھی محسوس کیا کہ دراز قد آدمی اسے مسلسل گھور رھا ھے

کیوں جناب کیا آپ کی آنکھوں میں تکلیف ھے؟ دراز قد آدمی نے ھمدردانہ لہجے میں کہا.... آج تو دھوپ بھی نہیں ھے.... لیکن آپ سیاہ عینک میں نظر آرھے ھیں

سیاہ عینک عمران مسکرا کر بولا میں ھمیشہ تاریک شیشوں کی عینک استعمال کرتا ھوں حتی کہ رات کو بھی آپ مجھے اس عینک کے بغیر نہیں دیکھیں گے.... دراصل میری آنکھیں بڑی نفرت انگیز ھیں اگر آپ دیکھیں تو یقیناً گھن آ گی

عمران نے عینک اتار دی

اس کی آنکھیں خون کی طرح سرخ اور کیچڑ سے بھری ھوئی تھیں

ڈیڈی پلیز.... جولیا نے ناک سکوڑ کر کہا.... خدا کےل عینک لگا ئیے

عمران نے پھر آنکھوں پر عینک جمالی

جولیا کا دل اس وقت بری طرح دھڑ کنے لگا تھا جب دراز قد آدمی نے عینک پر اعتراض کیا تھا مگر عمران کی چالاکی پر وہ عش عش کرنے لگی دراز قد آدمی اسے انتہائی درجہ خطرناک معلوم ھو رھا تھا

واپسی پر جولیا عمران پر بری طرح برس پڑی میں اس تھپڑ کا بدلہ لے لوں گی.... سمجھے

کبھی اطمینان سے لے لینا.... اب تو میں مستقل طور پر تمھارے ساتھ رھوں گا

کیا مطلب؟

تمھارا باپ بن کر رھوں گا ویسے تم کچھ بھی سمجھو

میں تمھیں اپنے فلیٹ میں نہیں رکھوں گی

میں تمھیں اس کا مشورہ نہیں دوں گا کہ اب تم اپنے رہائشی فلیٹ میں جاؤ.... آ ھا ٹھہرو.... وھاں تم نے اپنا پتہ تو نہیں بتایا؟

نہیں پتہ مجھے کل حاضری کے رجسٹر میں لکھنا پڑے گا

کرنل نادر موجود تھا؟

ھاں اسی نے اسپیڈ کا امتحان بھی لیا تھا.... مگر وہ سچ مچ خطرناک آدمی معلوم ھوتا ھے

عورتوں کےل؟ عمران نے پوچھا

تم بالکل گدھے ھو جولیا نے کہا اور اس وقت ایک حماقت کر بیٹھے ھو عورتوں کے معاملے میں وہ اس قدر بدنام ھے کہ کوئی عورت اس کے آفس کا رخ بھی نہیں کرتی.... کیا اسے یا اس کے آدمیوں کو اس پر شبہ نہ

ھوگا غالبا وہ لمبا آدمی اسی ل ریستوران میں آیا تھا کہ تمھیں بھی دیکھ لے

جولیا.... او.... بیٹی جولیا.... میں نے آج تک عقل مندی کا کوئی کام ھی نہیں کیا.... اسی ل کہہ رھا ھوں کہ اب تم اپنے رہائشی فلیٹ میں نہیں جاسکتیں

کیا ھے تمھارے ذھن میں؟ صاف صاف کہو

یہ لوگ ھمارے متعلق انکوائری ضرور کریں گے اور میرا دعوی ھے کہ اسی وقت سے ھمارا تعاقب شروع ھوگیا ھوگا لہذا ھمیں اسی مکان میں قیام کرنا چاھیے جہاں تم آٹھوں اکثر اکٹھے ھوتے ھو اور ویسے وہ بند پڑا رھتا ھے

تم کیا جانو جولیا نے حیرت سے کہا

گدھا سب کچھ جانتا ھے مگر عموما خاموش رھتا ھے ویسے جب کبھی رینکنا شروع کرتا ھے تو لوگوں کی نیندیں حرام ھوجاتی ھیں.... خیر.... پرواہ نہیں اس مکان کی ایک ایک کنجی آٹھوں کے پاس رھتی ھے

تمھاری کنجی بھی اس وقت تمھارے پرس میں موجود ھوگی

مجھے حیرت ھے کہ تم یہ سب کچھ کیسے جانتے ھو؟

میرا نام عمران ھے.... کیپٹن فیاض نہیں

تم اسی لمبے آدمی کے چکر میں تھے؟

ھاں....

تو پھر اسے گرفتار کیوں نہیں کرا دیتے.... مجھے نادر کے دفتر میں ٹائپسٹ کیوں بنا رھے ھو؟

ارے.... اس کے خلاف ثبوت بھی تو مہیا کرنے ھوں گے

ثبوت پہلے ھی سے موجود ھے.... پروین کے فلیٹ میں کچھ ایسے نشانات بھی ملے تھے جو نہ پروین کی انگلیوں کے تھے اور نہ تمھاری انگلیوں کے.... ھوسکتا ھے کہ وہ اسی کی انگلیوں کے نشانات رھے ھوں

ھاں اسی ل تو تمھیں اس کے آفس میں جگہ دلوائی ھے کہ تم کسی طرح سے اس کی انگلیوں کے نشانات حاصل کرلو پھر ان کا دوسرے نشانات سے موازنہ کرکے کوئی کاروائی کی جا

تم مجھے بہلانے کی کوشش کررھے ھو.... کوئی چکر اور بھی ھے

موت کا چکر پڑھا ھے تم نے, بڑا شاندار ناول تھا

بات کو نہ اڑاؤ

چھوڑو بھی ھم آج سے ایک بالکل نئی زندگی کا آغاز کررھے ھیں اور اب کے جاڑوں کیلئے تم میرا سوئیٹر کس ڈیزائین کا بنوگی؟ بوڑھے باپ کو دستانوں کی ضرورت بھی پیش آ گی

مجھے یہ طریقہ بالکل پسند نہیں

اور یہ پسند ھے کہ کیپٹن فیاض مجھے پکڑ کر جیل میں ٹھونس دے

مجھے بڑی خوشی ھوگی اگر ایسا ھوجا.... تم اسی قابل ھو

بوڑھے باپ کی بددعائیں نہ لو.... سمجھیں....

سب سمجھتی ھوں.... مجھے بتاؤ کہ تم کیا چاھتے ھو؟

بس آخری تمنا یہ ھے کہ کسی شریف آدمی سے تمھاری شادی کرکے بقیہ زندگی ھالی وڈ میں گزار دوں

شٹ اپ....

باپ سے بدتمیزی نہیں کرتے.... ھاں.... بری بات ھے

میں یہیں سڑک پر تمھاری ڈاڑھی نوچ لوں گی

اور قیامت کے دن روسیاہ اٹھوگی

تم خود اٹھو گے روسیاہ

میرے والد صاحب ڈاڑھی نہیں رکھتے اس لیے میں محفوظ ھوں

تو تم اب میرے ساتھ کہاں جا رھے ھو جولیا جھلا گئی

وہیں جہاں کے لیے پہلے کہہ چکا ھوں اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ تمھیں گورداسپور اور مجھے ٹنڈوالہ یار پہنچا دے گا

بکواس نہ کرو.... تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے

جب ایک بیٹی باپ سے اس طرح گفتگو کرے تو سمجھ لو کہ کوئی آسمانی قہر نزدیک ھے کنفیوشس نے یہی کہا تھا.... اگر کنفیوشس نہ کہتا تب بھی کم از کم بیٹی یہ تو ضرور محسوس کرتی کہ ایک آدمی تعاقب کر رھا ھے

.... پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں عمران نے سنجیدگی سے کہا بس چپ چاپ چلتی رھو اور آگے بس اسٹینڈ پر رک کر ھم کسی بس میں بیٹھ جائیں گے خبردار اس کے خلاف نہ ھو ورنہ نتیجہ کی تم ذمہ دار ھو گی

جولیا کو عمران کا یہ لہجہ بڑا ڈراؤنا معلوم ھوا وہ چپ چاپ چلتی رھی اور کبھی کبھی وہ عمران سے سچ مچ خوف محسوس کرنے لگتی تھی

وہ ایک بس میں بیٹھ کر اس سڑک پر آئے جس کی گلی میں وہ مکان واقع تھا.... گلی صاف ستھری اور کشادہ تھی اور یہاں زیادہ تر متوسط طبقہ کے لوگ آباد تھے

جولیا نے پرس سے کنجی نکال کر قفل کھولا اور وہ دونوں اندر آ

آھا عمران نے کہا.... یہاں فون بھی موجود ھے.... تب تو پھر کام بن گیا

کیا کام بن گیا؟

اب تم اپنے ساتھیوں میں سے دو چلاک ترین آدمی منتخب کرو جو یہاں آ کر اس آدمی کی نگرانی کریں

کیا سچ مچ کوئی ھمارا تعاقب کر رھا تھا؟

پتہ نہیں کس گدھے نے تمھیں اس محکمے کے لئے منتخب کیا ھے

شٹ اپ جولیا جھنجھلا گئی, اگر کوئی آدمی تعاقب کرتا بھی رھا ھے تو اس کے ذمہ دار تم ھو تمھیں اس طرح مجھے کرنل نادر کے دفتر میں بھیجنا ھی نہ چاھئے تھا

ہاہا.... یہ بات تمھاری سمجھ میں نہیں آ سکتی مجھے اعتراف ھے کہ میں نے ھی اسے اپنے تعاقب پر مجبور کیا ھے

اس سے بڑی حماقت اور کیا ھو سکتی ھے

چلو فی الحال اسے حماقت ھی سمجھ لو جو میں کہوں وہ کرتی جاؤ تم اس کا وعدہ کر چکی ھو ورنہ مجھے کسی بھی مدد کی ضرورت نہیں تھی سمجھیں؟

جب تک تم مجھے پوری اسکیم سے باخبر نہ کرو گے میں کچھ نہیں کروں گی

اگر میں راستے سے ھٹ جاؤں تو تم اس گھر سے باھر قدم نکالنے کی بھی ھمت نہ کر سکو گی

جولیا کسی سوچ میں پڑ گئی پھر وہ کھڑکی کے قریب گئی اور جھانک کر باھر دیکھا گلی کے موڑ پر ایک آدمی کچھ اس انداز سے کھڑا نظر آیا جیسے اسے کسی کا انتظار ھو

عمران نے ایک کرسی پر گر کر اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں

جولیا فون کی طرف واپس آئی لیکن پھر ڈائیل کرتے کرتے رک گئی دو منٹ خاموش کھڑی رھی اور پھر کھڑکی کی طرف آ کر ایک بار پھر باھر جھانکنے لگی

وہ آدمی اب گلی کے اندر داخل ھو کر سامنے والے مکانات کی لائین کو اس طرح دیکھ رھا تھا جیسے ان کے نمبروں سے کسی مخصوص مکان کا پتہ معلوم کرنا چاھتا ھو

جولیا بڑی تیزی سے فون کی طرف پلٹی اور کیپٹن خاور کے نمبر ڈائیل کرنے لگی

کیپٹن خاور سے اس نے وہ سب کچھ کہا جو کچھ دیر پہلے عمران کہہ چکا تھا لیکن اسے یہ نہیں بتایا کہ مکان میں اس کے ساتھ اور کون ھے خاور نے جواب میں کہا کہ وہ اور کیپٹن جعفری جلد ھی وھاں پہنچ جائیں گے جیسے ھی وہ ریسیور رکھ کر مڑی عمران اس کی طرف چیونگم کا پیکٹ بڑھاتے ھو بولا.... ھوسکتا ھے کہ ھمیں رات کے کھانے کی بجا چیونگم پر ھی قناعت کرنی پڑے

جولیا کچھ نہیں بولی وہ غور سے عمران کی طرف دیکھ رھی تھی تم کیا کرنا چاھتے ھو؟ اس نے آھستہ سے کہا کیا بتاؤں.... یہاں تو گراموفون بھی نہیں ھے ورنہ رمبا.... یا.... والز ناچتا.... ویسے اپنی طرف ایک ھوتا ھے تگنی کا ناچ جس میں نہ آرکسٹرا کی ضرورت ھے اور نہ رقص کرنے کے لباس کی.... ھم.... کچھ نہیں .... فی الحال میں صبر کرنا چاھتا ھوں

اگر رات یہیں بسر کرنی پڑی تو....؟

بسر کرلیں گے عمران نے لاپرواھی سے کہا

تمھارے سر پر بسر کرلیں گے.... یہاں بستر نہیں ھیں

فرض کرلیں گے کہ ھم اپنی قبروں میں آرام کررھے ھیں

یعنی زمین پر لیٹیں گے؟ بستر کے بغیر....؟

میرا دماغ مت چاٹو.... ورنہ تمھیں قتل کرکے فرار ھوجاؤں گا.... ھاں.... میرا غصہ بڑا خراب ھے

جولیا بڑبڑاتی ھوئ دوسرے کمرے میں چلی گی

دوسری صبح جولیا کو کرنل نادر کے دفتر جانا پڑا وہ اور عمران ساتھ ھی ساتھ باھر نکلے لیکن قریب و دور انہیں کوئ بھی ایسا آدمی نہیں دکھائ دیا جس کے متعلق شبہ کیا جاسکتا کہ وہ ان کی نگرانی کررھا ھے

سڑک پر کچھ دور پیدل چلنے کے بعد جولیا ایک بس میں بیٹھ گئ اور عمران دوسری سڑک پر مڑ گیا ویسے جولیا مضطرب ضرور تھی اس کی سمجھ میں نہیں آرھا تھا کہ عمران کیا کرنا چاھتا ھے

پچھلی رات اس نے ایک بار ایکس ٹو کو فون کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کوئ نتیجہ برآمد نہ ھوا تھا بلکہ یہ بھی نہ معلوم ھوسکا کہ لائین انگیج ھے یا کلیئر .... کسی قسم کی آواز نہیں معلوم ھوئ.... صرف ھوا کی سائیں سائیں سنتی رھی تھی جو ماؤتھ پیس کے سوراخوں سے گھس کر کان تک پہنچ رھی تھی

اس نے اس کا تذکرہ عمران سے بھی کیا تھا اور عمران نے اس پر کہا تھا کہ ھوسکتا ھے نگرانی کرنے والوں نے تار کاٹ دیئے ھو لیکن جولیا کٹے ھو تار دیکھنے کے ل باھر نہیں نکلی تھی

دفتر پہنچ کر اس نے حاضری کے رجسٹر میں اپنا نام جولیا ھیورتھ لکھا.... عمران نے اسے یہی نام بتایا تھا کیونکہ وہ خود ڈکسٹر ھیورتھ تھا جولیا نے پچھلی رات ڈکسٹر کو ڈسٹر بنا کر عمران کا خوب مذاق اڑایا تھا

اسٹنٹ مینجر نے اسے کچھ فائیل دیئے جن میں اسے تقریبا نصف درجن نقلیں تیار کرنی تھیں کام بہت معمولی سا تھا جو ایک گھنٹے کے بعد ختم ھوگیا اس نے اسٹنٹ مینجر سے مذید کام کے ل کہا

اوہ.... مس ھیورتھ.... بس.... اب فی الحال آپ کو بیکار بیٹھنا پڑے گا مینجر مسکرایا.... وہ تو میں نے ذبردستی آپ کے ل جگہ خالی کرائ ھے محض اس ل کہ آپ کرنل نادر کو قریب سے دیکھ سکیں میں اتنے اچھے آدمی کے متعلق کسی کی بھی بری رابرداشت نہیں کرسکتا.... یہ ضرور ھے کہ ھمارے یہاں کبھی کوئ لڑکی مستقل طور پر نہیں رکتی لیکن اس کی وجہ وہ نہیں ھے جو عام طور پر بیان کی جاتی ھے بلکہ لڑکیاں اکتا جاتی ھیں یہاں کے شریف آدمی ان سے فلرٹ نہیں کرتے انہیں یہاں روکھی پھیکی زندگی بسر کرنی پڑتی ھے یہاں صرف تنخواہ سے کام ھوتا ھے کوئ فلرٹ کرنے والا ان کے ل تحفے نہیں خریدتا کرنل نادر ایک بااصول آدمی ھیں اور ان کا خیال ھے کہ اگر ان کے آفس میں کوئ لڑکی کام کرتی ھے تو اسے لڑکی نہ سمجھا جا

جنس مقابل کی حیثیت سے اس کے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ نہ کیا جا جس کی بناء پر آفس کے اوقات میں اسے اپنی جنس کا احساس ھو سکے

اتنی لمبی چوڑی تقریر کے جواب میں جولیا نے صرف اتنا کہا مجھے اپنی غلط فہمی پر افسوس ھے

اسٹنٹ مینجر پھر شروع ھو گیا

کرنل نادر اپنے آدمیوں سے برابری کا برتاؤ کرتے ھیں وہ اکثر کلرکوں کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر ان کے گھروں تک پہنچا آتے ھیں ان کے دکھ درد میں شریک ھوتے ھیں پچھلے چھ ماہ سے ایک کلرک کی بیوی دق میں مبتلا ھے کرنل نادر اپنی جیب سے اس کا علاج کرا رھے ھیں کہاں ملے گا ایسا باس اس زمانے میں.... اور میں کیا کیا بتاؤں مس ہیورتھ .... کہ کرنل نادر ایک عظیم آدمی ھیں

جولیا سب کچھ تسلیم کرتی گئی لیکن کسی مرد کے متعلق عورتوں کی چھٹی حس فوراً اعلان کر دیتی ھے کہ وہ کس قسم کا آدمی ھے

جولیا نے پہلی ھی نظر میں کرنل نادر کے بارے میں کوئی اچھی را قائم نہیں کی تھی لیکن ساتھ ھی ساتھ یہ بھی محسوس کیا تھا کہ اس کی شخصیت میں اپنی بات منوانے کی صلاحیت بھی بدرجہ اتم موجود ھے

آفس ختم ھونے پر ساڑھے چار بجے وہ باھر نکلی کرنل نادر اپنی کار کی طرف جا رھا تھا.... جولیا کو دیکھ کر رک گیا

گھر جا رھی ھو؟ اس نے بڑی شفقت سے پوچھا

جی ھاں....

چلو میں اپنی گاڑی میں پہنچا دوں

ارے نہیں.... آپ کو تکلیف ھو گی جولیا گھبرا گئی اسے توقع نہیں تھی کہ پہلے ھی دن وہ اتنی بے تکلفی سے

پیش آ گا

نہیں کوئی بات نہیں کرنل نادر نے اس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسا کر کار کی طرف لے جاتے ھو کہا

اس دوسری بے تکلفی پر جولیا بالکل ھی نروس ھو گئی کرنل نادر کی شخصیت میں نہ جانے کون سی قوت تھی جس کے تحت جولیا جیسی دلیر عورتوں کی زبانیں بھی گنگ ھو جاتی تھیں

جولیا چپ چاپ اگلی سیٹ پر جا بیٹھی اسے ھوش ھی نہیں تھا کہ وہ کیا کر رھی ھے کہاں جا رھی ھے اور اس کے ساتھ کون ھے

تقریباً پندرہ منٹ تک یہی کیفیت رھی پھر اسے احساس ھوا کہ وہ ایک بڑی حماقت کر بیٹھی ھے اسے اپنی کمزوری پر غصہ آ رھا تھا

قبل اس کے وہ کچھ کہتی کرنل بولا.... کیا بات ھے؟

کچھ نہیں مگر.... میں ادھر.... میرا مکان زیدی لین میں ھے.... زیرو روڈ پر....

اوھو تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا میں سمجھا شاید صیح جا رھا ھوں خیر کوئی بات نہیں ھم آ گے سے مڑ جائیں گے

اس وقت وہ ماڈل ٹاؤن میں تھے.... اسے شہر کا آباد اور غیر آباد حصہ کہا جا سکتا تھا آباد کے ساتھ ھی غیر آبادیوں کہا جا سکتا تھا کہ عمارتیں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھیں اور یہاں بڑے بڑے لوگ آباد تھے اس ل یہاں دن کو بھی الو بولتے تھے جولیا اس کے کار موڑنے کی منتظر رھی لیکن کار ماڈل ٹاؤن سے بھی گزر گئی.... اور اب وہ ایک ویرانے میں جا رھی تھی

اچانک جولیا کو اپنا پرس یاد آیا جو اس کی گود میں نہیں تھا

کیا تمھیں اپنے پرس کی تلاش ھے؟ کرنل نادر نے پوچھا

ھاں جولیا کے حلق سے بھرائی ھوئی سی آواز نکلی

وہ میری رانوں کے نیچے ھے تمھارے ھاتھ میں وہ پرس اچھا نہیں لگے گا جس میں اعشاریہ دو پانچ کا کوئی پستول بھی موجود ھو

تم مجھے کہاں لے جا رھے ھو؟

میں تمھیں بتاؤں گا کہ میں کتنا برا آدمی ھوں اور تم نے میرے متعلق یہی خیال ظاھر کیا تھا.... کیوں؟....

نہیں.... چپ چاپ بیٹھی رھو.... کار کی رفتار بہت تیز ھے.... تم اتر نہیں سکتیں اور نہ مجھ پر حملہ کر سکتی ھو.... کیونکہ اس صورت میں ممکن ھے میرا ھاتھ بہک جا اور ھم دونوں کسی درخت سے ٹکرا کر فنا ھو جائیں

جولیا پر ایک بار پھر بدحواسی طاری ھوگئی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا, دور ایک سیاہ سی وین آتی دکھائی دے رھی تھی

جولیا نے شدید ذھنی ہیجان کے باوجود بھی یہی سوچا کہ اس میں عمران کے علاوہ اور کوئی نہ ھوگا

کرنل نادر کی نظر ونڈ شیلڈ پر تھی

تقریبا دس منٹ بعد اس نے کار روکی.... جولیا نے دروازہ کھول کر اترنا چاھا.... لیکن کرنل نادر نے اس کا بازو پکڑ لیا اور جولیا کو ایسا محسوس ھوا جیسے اس کا بازو ٹوٹ ھی جا گا اسے یقین تھا کہ پیچھے آنے والی وین میں اس کا کوئی نہ کوئی مددگار ضرور ھے اس لئے اس نے اپنی آواز میں خوداعتمادی پیدا کرتے ھو کہا

میرا بازو چھوڑو میں تم سے زرہ برابر بھی خائف نہیں ھوں

جواب میں کرنل نادر نے ایک زہریلا سا قہقہہ لگا کر کہا اترو

نہیں اتروں گی

تمھاری مرضی.... کرنل نے لاپرواہی سے اپنے شانوں کو جنبش دی اور سیٹ ھی پر بیٹھا رھا.... اتنے میں وہ وین بھی قریب آ گئی سیاہ رنگ کی ایک چھوٹی سی وین تھی لیکن اسٹیرنگ کے پیچھے عمران یا جولیا کے کسی

دوسرے مددگار کی بجاۓ وھی درازقد آدمی موجود تھا جس کے ل اسے کرنل نادر کے دفتر میں ملازمت کرنی پڑی تھی

وہ نیچے اترا اور کرنل نادر کی کار کا دروازہ کھول کر بڑی بیدردی سے جولیا کو نیچے کھینچ لیا

ادھر لے چلو.... جھاڑیوں میں کرنل نادر ایک طرف ھاتھ اٹھا کر بولا, اس کے ھونٹوں پر شیطانی مسکراھٹ تھی

جولیا چیخ چیخ کر انہیں گالیاں دینے لگی دفعتا درازقد آدمی نے دونوں ھاتھوں سے اس کی گردن پکڑ لی اور دانت پیس کر بولا, گلا گھونٹ کر مار ڈالوں گا پھر اس نے نیچے جھک کر اسے اپنے ھاتھوں پر اٹھا لیا جولیا دونوں ھاتھوں سے اس کے سر کے بال نوچتی رھی منہ پر تھپڑ لگاتی رھی لیکن وہ اسے اسی طرح اٹھا چلتا رھا پھر ایک جگہ کرنل نادر کے کہنے پر اسے زمین پر پٹخ دیا جولیا کو سخت چوٹ آئی اور ساتھ ھی اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ یہ لوگ زرہ برابر بھی رحم نہ کریں گے وہ خاموش ھوگئی اور زمین سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن دوسرے ھی لمحے میں ایک بڑے سے چاقو کی نوک اس کے سینے سے آ لگی, جس کا دستہ کرنل نادر کے ھاتھ میں تھا کرنل نادر درازقد آدمی سے کہہ رھا تھا تم دونوں گاڑیاں ادھر ھی لے آؤ ان کا سڑک پر ھونا ٹھیک نہیں ھے

درازقد آدمی سر ھلاتا ھوا چلا گیا

اب بتاؤ کہ تم حقیقتا کون ھو؟ کرنل نادر نے جولیا سے کہا میں بہت سفاک آدمی ھوں اور تمھیں سچ بولنے پر مجبور کرنے کیلئے سب کچھ کر گزروں گا

جولیا کچھ نہ بولی لیکن پھر اسے ایسا محسوس ھوا جیسے اس کی خاموشی چاقو کی نوک گوشت ھی میں اتار دے گی

میں ایک.... ایک.... غریب لڑکی ھوں اس نے دردناک آواز بنانے کی کوشش کی

غریب لڑکیاں اپنے پرس میں ریوالور نہیں ل پھرتیں

جولیا پھر خاموش ھوگئ ابھی سورج غروب نہیں ھوا تھا اونچے درختوں پر نمناک سی نارنجی رنگ کی دھوپ کپکپارھی تھی

بولو نادر نے کہا اور چاقو کی نوک پر دباؤ بڑھ گیا

جو کچھ بتانا تھا, بتا چکی.... اب تم جو کچھ کہو کہہ دوں پتہ نہیں تم کیا چاھتے ھو جولیا نے دل مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ھو کہا

اتنے میں دراز قد آدمی کرنل نادر کی کار وھاں لے آیا اور اسے چھوڑ کر دوبارہ سڑک کی طرف چلا گیا سڑک اور اس جگہ کے درمیان اونچی نیچی جھاڑیاں حائل تھیں کار کولانے کیلیئے اسے ایک نالے میں اترنا پڑا تھا

اچھا کرنل نادر نے چاقو کی نوک اس کے سینے سے ھٹاتے ھو کہا وھی تم سے سمجھے گا میں اس سے زیادہ سفاک نہیں ھوں.... تم بہت خوبصورت ھو اور مجھے تم پر رحم آتا ھے وہ پہلے تمھارے دونوں کان کاٹے گا پھر ناک پھر انگلیاں.... حتی کہ تم بتاؤ گی یا مرجاؤ گی جس وین میں وہ آیا ھے اس میں زمین کھودنے کا سامان بھی موجود ھے پھر تم خود سمجھ سکتی ھو کہ تمھاری لاش بھی کسی کو نہ ملے گی جولیا کانپ گئ وہ زمین پر پڑی اپنے خشک ھونٹوں پر زبان پھیر رھی تھی وہ خود میں اتنی طاقت بھی محسوس نہیں کر رھی تھی کہ زمین سے اٹھ سکتی

دراز قد آدمی وین بھی وہیں لے آیا اس بار اس کے چہرے پر نظر پڑتے ھی جولیا کی روح فنا ھوگئ وہ پہلے سے بھی زیادہ بھیانک نظر آرھا تھا

اسے سنبھالو کرنل نادر نے کہا

میں دیکھتا ھوں اس نے سرد لہجے میں کہا, عورتوں کے معاملہ میں تم بزدلی کی حد تک کمزور ھو

وہ جولیا کی طرف مڑا ھی تھا کہ عمران نے جھاڑیوں سے سر نکال کر کہا ذرا خیال رھے اس کی ھڈیاں ٹوٹنے نہ پائیں میں اس کا ڈھانچہ اپنے ڈرائینگ روم میں رکھنے کا ارادہ رکھتا ھوں

عمران جھاڑیوں سے نکل آیا اس کے دونوں ہاتھوں میں پستول تھے اور ان کے رخ ان دونوں کی طرف تھے اس وقت عمران اپنی صیح شکل وصورت میں تھا جولیا اسے دیکھتے ھی اچھل کر کھڑی ھوگئ

اپنے ہاتھ اوپر اٹھا رکھو عمران نے سخت لہجے میں کہا اور آھستہ آھستہ ان کی طرف بڑھنے لگا

اچانک لمبے آدمی نے کسی بندر کی طرح عمران پر چھلانگ لگائ لیکن دوسرے ھی لمحے میں اپنے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر ڈھیر ھوگیا کیونکہ پستول کی نال سے پانی کی دھاریں نکل کر اس کے چہرے پر پڑی تھیں یہی برتاؤ اس نے کرنل نادر کے ساتھ بھی کیا دونوں اپنے چہروں پر ہاتھ رکھے بری طرح دہاڑ رھے تھے عمران نے لمبے آدمی کی کمر پر ایک زوردار لات رسید کی اور وہ پھر منہ کے بل زمین پر گرا

ارے دیکھتی کیا ھو, شروع ھوجاؤ عمران نے جولیا سے کہا لیکن اس نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی عمران نے کرنل نادر کے بھی لات رسید کی اور وہ بھی اسے گالیاں دیتا ھوا منہ کے بل جا گرا ذرا ھی سی دیر میں وہ دونوں بھوت بن گ ان کے چہروں پر مٹی کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا آنکھیں بند تھیں اور وہ درد سے چیخ رھے تھے اندھوں کی طرح چیخ چیخ کر ھوا سے لڑ رھے تھے ایک بار دراز قد آدمی ان کی آواز پر اس کی طرف مکّا تان کر دوڑا اور عمران نے کرنل نادر کو اس پر دھکیل دیا دراز قد آدمی کا اٹھا ھوا ہاتھ پوری قوت سے کرنل نادر کی ناک پر پڑا اور کرنل نادر نے دھاڑ کر اس کی گردن پکڑ لی

میں ھوں نادر.... میں ھوں.... دراز قد آدمی چیخا اور جولیا بے ساختہ ھنس پڑی

عمران نے بھی احمقوں کی طرح ھنسنا شروع کر دیا

پھر ایک طوفان بدتمیزی برپا ھوگیا عمران انہیں آوازیں دیتا اور وہ آواز پر جھپٹتے تو عمران آگے بڑھ کر

ٹانگ مار دیتا اور وہ گالیاں بکتے ھوۓ نیچے چلے آتے

ایک بار جولیا نے اسی طرح عمران کو گرا دیا

ہائیں.... یہ کیا....؟ عمران منہ بسور کر بولا

تمھاری بدولت مجھے اتنی پریشانی ھوئ ھے اور اب اس حماقت کا مقصد سمجھ میں نہیں آ رھا

ابھی سمجھ جاؤ گی عمران سر ہلا کر بولا اور وہ دونوں مخالف سمتوں سے اس کی آواز پر دوڑے اور آپس میں ٹکرا کر رہ گۓ دونوں کی زبانوں سے گالیاں نکلیں اور کرنل نادر نے چیخ کر کہا میں ھوں.... ان دونوں کی آنکھیں اب بھی بند تھیں وہ کبھی کبھی آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے لیکن پھر اس طرح بند کر لیتے جیسے وھاں ناقابل برداشت قسم کی روشنی ھو

اس بار دراز قد آدمی کرنل کے چیخنے کے باوجود بھی اس کی مرمت کرتا رھا

میں تمھیں مار ڈالوں گا تمھاری ہوس پرستی نے یہ وقت دکھایا میں تمھیں منع کر رھا تھا کہ لڑکی کو ادھر نہ لاؤ

پھر وہ دونوں ایک دوسرے کو کاٹنے اور بھنبھوڑنے لگے

اب ختم بھی کرو.... یہ قصہ جولیا نے آھستہ سے کہا

ٹھہرو انہیں اچھی طرح لڑ لینے دو اور جب ان میں سکت نہ رہ جاۓ گی تو باندھ لوں گا میں کم سے کم تکلیف اٹھانے کا عادی ھوں ڈھول ڈھپے سے زیادہ دلچسپی نہیں رکھتا.... تم خود سوچو کہ اگر میں ایسے طریقے اختیار نہ کروں تو میرا کام کیسے چلے.... نہ میں صاحب اختیار ھوں اور نہ میرے ہاتھ میں قانون.... فیاض ھوتا تو پوری گارڈ کے ساتھ چڑھ دوڑتا.... لیکن میرا دعوی ھے کہ اس کے باوجود بھی یہ دونوں نکل جاتے

تھوڑی دیر بعد دونوں کرنل نادر کی کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھے ھوتے اور کار شہر کی طرف جا رھی تھی دراز قد آدمی اور کرنل نادر پچھلی سیٹ پر بیہوش پڑے تھے ان کے ہاتھ پیر جکڑے ھوتے اور عمران نے ان کے منہ میں حلق تک رومال ٹھونس دیئے تھے دراز قد آدمی کی وین وھی جنگل میں چھوڑ دی گئ تھی

یہ ایک بڑا لمبا چکر تھا عمران کہہ رھا تھا یہ لوگ ایک جنگ باز ملک کے ایجنٹ ھیں عرصہ سے ان کی خفیہ سرگرمیاں یہاں جاری تھیں انہوں نے سنگبار کی بعض پہاڑیوں میں اپنے خفیہ تہہ خانے بنا رکھے تھے وھاں ان کے قیدی رکھے جاتے تھے اور یہ قیدی اھم ترین سرکاری آفیسرز ھوتے تھے وہ ان سے سرکاری راز حاصل کرنے کے ل انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیتے اور بعض اوقات ان کے آدمی ان گمشدہ آفیسروں کے عہدے تک سنبھال لیتے اب اپنے محکمے کے کرنل زیدی ھی کی مثال لے لو

کیا تمھیں ان سب باتوں کا علم ھے جولیا نے حیرت سے کہا

ھاں مجھے ان کا علم ھے اور ساتھ ھی اس بات پر افسوس بھی ھے کہ یہاں اس شہر میں کوئ ایسا آدمی بھی ھے جس کی صلاحیتوں کو میں نہیں پہنچ سکتا معلوم نہیں وہ کون ھے اور کہاں ھے لیکن وہ بڑے خطرناک لمحات میں میری مدد کرتا ھے اس سے ھمیشہ فون ھی پر گفتگو ھوتی ھے اسی نے مجھے بتایا تھا کہ تم کرنل نادر کے آفس کے سامنے ملو گی.... اسی نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تمھیں کرنل نادر کے آفس میں کام کرنے پر مجبور کروں.... کیا تم مجھے بتا سکو گی کہ وہ کون ھے یا تم آٹھوں کے درمیان کوئ نواں آدمی بھی موجود ھے

نہیں جولیا نے حیرت سے کہا میں تو ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتی اس نے بڑی صفائ سے جھوٹ بولا تھا اور سوچ رھی تھی کہ ایکس ٹو کتنی خوبصورتی سے اپنا کام نکالتا ھے

خیر عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا, کبھی نہ کبھی تو یہ معلوم ھو کر ھی رھے گا کہ وہ کون ھے....

عمران سے بچ کر کہاں جا گا

جولیا اس پر کچھ نہیں بولی اور عمران نے کہا ھاں تو شاید انہیں یہ یقین تھا کہ سنگبار کی زیر تعمیر سڑک کے سلسلے میں ان کے قید خانوں پر کوئ اثر نہیں پڑے گا, لیکن ان کے اندازے خلاف ان کا ایک قید خانہ منہدم ھو گیا

اس کے نیچے کئ آدمی کچلے گ اوران کا خون چٹانوں میں بہہ نکلا

اور جب انہوں نے یہ دیکھا کہ راز ظاھر ھوجا گا تو دوسرا قید خانہ انہوں نے خودھی ڈائینا مائیسیٹ سے اڑا دیا اسی قید خانے کے پتھروں کے نیچے سے کرنل زیدی کی بھی لاش نکلی تھی

لیکن وہ انہیں وھاں رکھتے ھی کیوں تھے ختم کیوں نہیں کر دیتے تھے جولیا نے پوچھا

اوہ.... ھوسکتا ھے کہ بہتیروں کو ختم بھی کر دیتے رھے ھو میرا خیال ھے کہ وہ محض ان لوگوں کو زندہ رکھتے تھے جن سے کوئ اھم راز معلوم ھوجانے کا امکان نظر آتا تھا

مگر تم ان کے خلاف ثبوت کیسے مہیا کرو گے؟

میں آج دن بھر جھک نہیں مارتا رھا ھوں میں نے ان کے کئ خفیہ اڈوں کا پتہ لگایا ھے جہاں سے کرنل نادر کے خلاف کافی مواد مل جا گا اس سے بھی زیادہ اھم بات یہ ھے کہ میں ان کے سرغنہ کو پہلے ھی پکڑ چکا ھوں.... بھوری ڈاڑھی والا ایک غیر ملکی جو بڑی فصیح اردو کسی اہل زبان کی طرح بولتا تھا

وہ تمھیں کہاں ملا؟ جولیا نے حیرت سے کہا

انہیں خفیہ اڈوں میں سے ایک میں.... پہلے وہ ریکسٹن اسٹریٹ کے آسیب زدہ مکان میں رھتا تھا

بہرحال اگر یہ سارے ثبوت نہ ھوتے تب بھی میرا کام تو بن گیا تھا ثبوت کے ل یہ دراز قد آدمی کافی ھوتا جس کی انگلیوں کے نشانات پروین کے فلیٹ میں ملے تھے اور اس کے علاوہ اس کی انگلیوں کے نشانات کرنل زیدی کی میز اور کرسی پر بھی ملے تھے پروین بھی اس گروہ سے تعلق رکھتی تھی اسے صرف اس ل قتل کر دیا گیا کہ وہ میری نظر میں آ گئ تھی.... ھاں ٹھہرو

لینڈ کسٹم پوسٹ کی عمارت آ گئ تھی

مجھے بہت شدت سے پیاس لگی ھے میں پانی پی کر آتا ھوں

عمران کار روک کر نیچے اتر گیا وہ دراصل یہاں سے کیپٹن جعفری کو بحثیت ایکس ٹو فون کرنا چاھتا تھا اس نے اسے اطلاع دی کہ عمران جولیا سمیت دو مجرموں کو لا رھا ھے وہ اپنے آدمیوں سمیت ماڈل ٹاؤن کے باھر پہنچ جا

اندھیرا پوری طرح پھیل گیا عمران واپس آیا کار اسٹارٹ کی اور پھر انجن بند کر کے کچھ بڑ بڑاتا ھوا نیچے اتر گیا وہ خواہ مخواہ دیر کرنے کے ل بونٹ اٹھا کر انجن دیکھنے لگا مقصد دراصل یہ تھا کہ اتنی دیر میں جولیا کے دوسرے ساتھی ماڈل ٹاؤن کے قریب پہنچ جائیں اور وہ ڈرامائ انداز میں اس ڈرامے کا ڈراپ سین کر دیں تقریبا پندرہ منٹ بعد وہ پھر اپنی جگہ پر بیٹھتا ھوا جولیا سے بولا کیا تم نے کوئ حرکت کی تھی انجن کے ساتھ؟

نہیں تو مگر یہ بتاؤ کہ تم یک بیک ان جھاڑیوں میں کیسے جا پہنچے تھے؟

مجھے یہ دراز قد آدمی اپنے ساتھ ھی لے آیا تھا

کیا مطلب؟

ارے میں اسی وین کے پچھلے حصے میں چھپ گیا تھا

اور تم اتنی دیر تک خاموش رھے تھے جولیا دانت پیس کر بولی اس وقت بھی کچھ نہیں بولے, جب وہ سور کا بچہ مجھے اٹھا کر جھاڑیوں میں لے گیا تھا

آھا مجھے لطف آ رھا تھا.... تم نے خوب خوب طمانچے لگا تھے اسکے

کبھی نہ کبھی اس کا بدلہ ضرور لوں گی

قبل اس کے کہ عمران کچھ کہتا اچانک اسے کار کی رفتار کم کر دینی پڑی, سامنے سات آدمی راستہ روکے کھڑے تھے عمران ہارن پر ہارن دیتا رھا لیکن وہ اپنی جگھوں سے ھلے تک نہیں اس نے کار روک دی

اور پھر سارجنٹ ناشاد کی آواز آئی اتر آؤ بھتیجے چپ چاپ.... خیریت اسی میں ھے

دیکھا تم نے عمران کسی لڑاکا عورت کے انداز میں جولیا کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا

یہ لوگ آگ میری محنت برباد کرنے.... خدا انہیں غارت کرے

بھتیجے تم نے سنا نہیں؟ سارجنٹ ناشاد نے پھر للکارا اور دوسرے ھی لمحے میں کسی نے دروازہ کھول کر عمران کو نیچے کھینچ لیا

ارے تم بیٹھی دیکھ رھی ھو, تمھیں بھیڑیا لے جا عمران نے جولیا کو مخاطب کیا مگر وہ کچھ بولی نہیں

ویسے اسے بھی ان لوگوں کی یہ حرکت گراں گذری تھی

لیکن وہ جانتی تھی کہ جو کچھ بھی ھو رھا ھے وہ ایکس ٹو کے حکم سے ھو رھا ھے اس بے چاری کو کیا علم کہ ایکس ٹو اس وقت بھی اس کے قریب کھڑا ان سب کو اچھی طرح الو بنا رھا ھے

جیسے ھی کار حرکت میں آئی عمران نے چیخ کر کہا خدا کرے تم سبھوں کی.... بیویاں مر جائیں.... اور جولیا کو زندگی بھر.... وہ نہ نصیب ھو.... شوھر.... شوھر....

دوسری صبح عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا اپنے ملازم سلیمان کو ڈیکارٹس کا انٹرا ایکشن ازم سمجھا رھا تھا آخر بکواس کرتے کرتے رک کر پوچھا کیا سمجھا؟

سمجھ گیا صاحب....

کیا سمجھ گیا؟

انٹر کلاس پینٹل گلینڈ پر ھوتا ھے

انٹرا ایکشن ازم عمران دھاڑا.... پینٹل گلینڈ.... ابے تو کبھی بڑا آدمی نہیں بن سکتا ھمیشہ جوتیاں کھا گا ھپ, دیکھو, کون ھے باھر دروازہ کھولو

بند دروازے پر بڑی دیر سے کوئی دستک دے رھا تھا سلیمان نے اٹھ کر دروازہ کھولا سامنے کیپٹن فیاض نظر آیا اور عمران نے چیخ کر کہا ابے او سلیمان کے بچے یہ تو نے کیا کر دیا؟

فیاض اندر آ گیا وہ قہر آلود نظروں سے عمران کو گھور رھا تھا سلیمان چپ چاپ وھاں سے کھسک گیا

کچھ بھی ھو فیاض غرایا, تمھارے ہتھکڑیاں ضرور لگاؤں گا تم نے مجھے بھی ذلیل کرنے کی کوشش کی ھے کیا تم مجرموں کو براہ راست میرے حوالے نہیں کر سکتے تھے میرے پاس تمھارا وارنٹ ھے اور چونکہ پروین کے ریوالور پر تمھاری انگلیوں کے نشانات ملے تھے اس ل تم عدالت ھی میں اپنی صفائی پیش کر سکو گے

میں یہیں اپنی صفائی پیش کر سکتا ھوں عمران نے گلوگیر آواز میں کہا میں صبح اٹھ کر نہایا ھوں دانت صاف ک ھیں ھمدرد منجن سے ہاتھ کی صفائی تم بار ہا دکھا چکے ھو

ویسے میں تمھیں اس طبقے کا آدمی نہیں سمجھتا, جس کا رزق پیٹ کی صفائی پر مختصر ھے اتنی صفائیاں دے چکا اب اگر تم اتنی زرا سی بات کیلئے عدالت میں کھینچو تو خدا کرے تمھاری بیوی بیوہ ھو جا

تم شاید مذاق سمجھتے ھو فیاض جیب میں ہاتھ ڈال کر وارنٹ نکالتا ھوا بولا یہ ھے وارنٹ اور دوسری جیب میں ہتھکڑیوں کا جوڑا ھے میں مجبور ھوں اور یہ تمھارے والد کا حکم ھے کہ تمھارے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کی جا

ارے یار میں ان کا بیٹا ھوں رشوت میں نہیں ملا تھا عمران نے بھی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کاغذ نکالتے ھو کہا میرا خیال ھے کہ ھم دونوں اپنے کاغذ بدل کر انہیں غور سے پڑھیں

فیاض کا چہرہ تاریک ھو گیا اسے مجرم محکمہ خارجہ کے توسط سے ملے تھے اور محکمہ خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان تھے ایسی حالت میں اسے پہلے ھی سے خدشہ تھا کہ شاید وہ عمران پر ہاتھ نہ ڈال سکے وہ جانتا تھا کہ سر سلطان کی نظروں میں عمران کی کتنی وقعت ھے ویسے یہ بات تو اس کے فرشتے بھی نہیں سوچ سکتے تھے کہ

عمران بھی محکمہ خارجہ کے کسی شعبے کا اعلیٰ آفیسر ھوسکتا ھے اس نے عمران کے ہاتھ سے اپنے حاصل ک ھو وارنٹ کی منسوخی کا حکم نامہ لے کر دیکھا اور اس کے ھونٹ بھی خشک ھوگ

میں نہیں مانتا فیاض نے کھسیانے انداز میں کہا ابھی معلوم ک لیتا ھوں پھر دیکھوں گا تمھیں

اس بار ذرا سرمہ لگا کر دیکھنا تا کہ میں وھیں کا وھیں رہ کر مر جاؤں ارے باپ رے ذرا سوچو تو.... تمھاری آنکھوں میں سرمہ ھے

فیاض نے ٹیلی فون اپنی طرف کھینچ کر کسی کو فون کیا اور جب گفتگو شروع کی تو معلوم ھوا کہ وہ اسی مجسٹریٹ سے ہمکلام ھے جس نے عمران کی گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا تھا لیکن شاید دوسری طرف سے ملے ھو جوابات مایوس کن تھے کیونکہ ذرا سی ھی دیر میں فیاض کے چہرے مردنی چھا گئ اور آنکھوں سے بے بسی جھلکنے لگی تھی ریسیور رکھ کر اس نے جیب سے رومال نکالا اور پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگا

کوکا کولا.... منگاؤں تمھارے ل؟ عمران نے بڑے ادب سے پوچھا

آج ھی میں استعفی دے رھا ھوں فیاض دھاڑا

اس طرح تم اپنی آئیندہ نسلوں پر رحم کرو گے خدا تمھاری مغفرت کرے, استعفی دینے کے بعد سید ھے یہیں آنا سوپر فیاض میں تمھیں دوسرا دھندہ بتاؤں گا

بکواس مت کرو فیاض نے دانت پیس کر کہا اور کمرے سے نکل گیا

عمران کے ھونٹوں پر شرارت آمیز مسکراھٹ تھی پھر اچانک فون کی گھنٹی بجی, عمران نے ریسیور اٹھالیا

دوسری طرف جولیانا فٹز واٹر تھی اس نے عمران کے ٹیلی فون کے وہ نمبر ڈائیل ک تھے جو ٹیلی فون ڈائریکٹری میں موجود تھے

ھیلو عمران....

عمران کا جنازہ تیار ھے آ کر شرکت کرو وہ رودینے والی آواز میں بولا, تم لوگ بڑے احسان فراموش ھو تمھارے ل میں نے اتنی محنت کی اور تم نے میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا

میں کیا کرتی.... دوسروں نے....

الو بناتی ھو مجھے.... مجھے یہ اسی کی حرکت معلوم ھوتی ھے اسے لکھ لو کہ میں فیاض ھی کی طرح عنقریب اس کا بھی بیڑہ غرق کردوں گا

پتہ نہیں تم کس آدمی کا تذکرہ کر رھے ھو میں ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتی مگر تمھارے وارنٹ کا کیا ھوا؟

تم سے مطلب؟.... تم نے تو اپنا الو سیدھا کرلیا

نہیں.... بتاؤ کیا ھوا؟

کچھ بھی نہیں.... دروازہ بند ک بیٹھا ھوں پتہ نہیں کب گرفتار کرلیا جاؤں.... عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کردیا

The End---------------ختم شد